اَرْبَعِیْن فِیْ ذِکْرِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

مُسمّٰی بہ

مولائے کُل

تالیف

ریاض احمد صمدانی فاضل عربی و منشی فاضل

ناشر
مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو جہاں اور جن و انس اور عرب و عجم کے سردار ہیں۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکان بروست ختم

ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

اَرْبَعِیْنَ فِیْ ذِکْرِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

مُسمّٰی بہ

مولائے کل

تالیف

ریاض احمد صمدانی فاضل عربی و منشی فاضل

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ________ مولائے کُل
مؤلف ________ ریاض احمد صمدانی
طباعت ________
کتابت ________ سیّد احمد شاہ تلمیذ جناب محمد شریف گل
تعداد ________ ۱۰۰۰
ناشر ________ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور۔
باردوم ________
قیمت

مضامین کتاب ایک نظر میں

نذرانۂ عقیدت

میں اس ناچیز تالیف کو قدوۃ الواصلین، عمدۃ العارفین، شیخ المشائخ مرشدی اعلیحضرت جناب الحاج خواجہ پیر غلام محیّ الدّین صاحب غزنوی دامت برکاتہم العالیہ زیب آستانہ عالیہ نقشبندیہ بیر بال شریف کی بارگاہِ کرامت پناہ میں پیش کرتا ہوں جن کے وجود گرامی سے لاکھوں گم گشتگانِ جادۂ حق راہِ ہدایت پر گامزن ہیں اور جن کی نگاہِ کرم اور توجہ روحانی سے مجھ ایسے سیاہ کار کو اس مختصر کی تالیف و تربیت کا شرف حاصل ہوا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز آگیں

ریاض احمد صمدانی

تقریظ

استاذ العلماء فخر الفضلاء حضرت علامہ محمد شریف صاحب ہزاروی مدظلہ العالی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد رسالہ مولائے کل مولفہ محبی و مخلصی فاضل جلیل حضرت العلام مولانا محمد ریاض احمد صاحب صمدانی میں نے حرفاً حرفاً پڑھا اور بعض مقامات کی اپنی ناقص استعداد کے مطابق تصحیح بھی کی یوں تو اردو میں لاتعداد رسائل نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی مدح ثناء اور فضائل مناقب میں عاشقانِ جمالِ مصطفٰے علیہ السلام نے سپردِ قلم کیے ہیں لیکن رسالہ مذکور بھی اسم بامسمیٰ ہے اس میں فاضل جلیل نے نہایت احسن پیرایہ میں اختصار سے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات ومناقب اور فضائل کو پیش کیا ہے اور رسالہ کی ابتداء وانتہاء صحاح ستۃ کو بنایا ہے

اللہ تعالےٰ مؤلف رسالہ ہذا کے علم وفضل میں مزید برکت فرمائے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مؤلف کی سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور آئندہ مزید اس سلسلہ میں توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین وصلے اللہ تعالےٰ علی نور الانوار والنبی المختار۔

محمد شریف ہزاروی

گوجرانوالہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفِ اوّل

حمد و ثنا کے قابل حق تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی وہ بزرگ و برتر ذات ہے جو ہر عیب و نقص سے پاک ہے، وہ عزت و عظمت کا مالک، حکومت و سلطنتِ ارض و سما کا حاکم مطلق ہے، کوئی اس کی الوہیت وحدانیت اور ذات وصفات میں دخیل و شریک نہیں وہ حدود و حدود، ابتدا و انتہار کی قیود سے مبرّا ہے وہ صَمَدْ ہے۔ ضرورت و احتیاج اور زمان و مکان سے بے نیاز ہے۔

اور صلوٰۃ وسلام کے پھول نچھاور ہوں اس نبی آخر الزماں رحمتِ ربِّ دوجہاں احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ء کی ذات قدسی صفات پر جن کو اللہ تعالےٰ نے ذات و صفات اور جمال و کمال میں یکتا پیدا فرما کر سید المرسلین اور خاتم النبیین ایسے مناصب رفیعہ پر متمکن فرمایا اور عبدیت و محبوبیّت کے اس بلند ترین مقام پر فائز کیا جہاں کسی نبی مرسل اور ملکِ مقرب کی رسائی نہیں وہ پیکرِ رحمت جس کی رحمت عالمین کی وسعتوں کو سمیٹے ہوتے ہے وہ رسول مکرّم جس کی نبوّت و رسالت کا سکّہ ارض وسما میں جاری ہے۔ وہ مولائے کل جس کی سیادت و امامت کا عظیم پرچم عرشِ مجید پر لہرا رہا ہے۔ اور ؏

وہ فاتح جس کا پرچم اطلس زنگاری گردوں
وہ اُمّی جس کے آگے عقل کل ہے طفل بستانی

وہ شاہ بوریا مسند، سکھایا جس نے دنیا کو
یہ اندازِ جہانگیری، یہ آئینِ جہانبانی
خدا جانے خود اس سرکار کا کیا مرتبہ ہوگا
غلام بارگاہ جس کے کہیں سُبحانی ما اعظم شانی

ایک عرصہ سے میری یہ آرزو تھی کہ احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ کی روشنی میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور کمالات جلیلہ نہایت آسان اور سادہ زبان میں لکھوں تاکہ ہر شخص آپ کے مرتبہ کو پہچان کر آپ کی محبت وعقیدت اور اطاعت ومتابعت میں ثابت قدم رہے اور دورِ جدید کے الحادی فتنوں اور گمراہی کی بادِ سموم سے اپنے سرمایہ ایمان کو محفوظ ومامون رکھ سکے کیونکہ جب تک مسلمان کا دل عظمت مقامِ مُصطفٰے سے لبریز اور عشقِ رسول میں سرشار ہے وہ دو جہاں میں سربلند وسرفراز رہے گا۔ عزت وعظمت اور فتح ونصرت اس کے قدم چُومتی رہے گی اور دنیا کی کوئی طاقت اسے راہِ حق سے نہ ہٹا سکے گی۔ ع

دردلِ مسلم مقامِ مصطفٰے است
آبروئے ما زنام مصطفٰے است

لیکن تاجدارِ عرب وعجم صلے اللہ علیہ وسلم کی کماحقہ مدح وثنا بیان کرنے کی کس زبان میں طاقت اور آپ کے محامد ومناقب لکھنے کی کس قلم میں جرأت۔ جن کی تعریف وتوصیف میں انبیاء۔ اور ملک مقرب رطب اللسان ہیں بلکہ خود خالق ارض وسماء اپنی مقدس اور لافانی کتاب کریم میں آپ کا ثناخوان ہے جن کی بارگاہِ عظمت پناہ کے آداب قرآن حکیم سکھاتا ہے جن کے دربارِ عالی کی عظمت وحرمت

کا یہ عالم ہے کہ : ع

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ایسی شان کی ذاتِ گرامی صفات کی تعریف میں کچھ لکھنا یا بیان کرنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر یہی مناسب سمجھا کہ اس مولائے کائنات کے محامد و مناقب کا قصیدہ ان ہی کے ارشاداتِ نبوّت کی روشنی میں مرتب کیا جائے یعنی آپ کی وہ شان بیان کی جائے جو خود آپ نے اپنی شان بیان فرمائی ہے چنانچہ اس مقصد کو سامنے رکھ کر صحاح ستہ جیسی مستند اور ہر مکتب فکر کی تسلیم شدہ کتب حدیث سے چالیس منتخب احادیث صحیحہ کا نہایت آسان اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے اور تقریبًا ہر حدیث کے مفہوم کی وضاحت کے لیے اس کے دیگر شواہد، ارشاداتِ صحابہ اور محدثین عظام کی تشریحات سے مدد لی گئی ہے تاکہ حدیث کا معنی سمجھنے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔

مختلف مضامین کتاب پر ایک نگاہ ڈالنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان میں تسلسل اور باہمی ربط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ فی الحقیقت از اوّل تا آخر تمام مضامین صرف اسی ایک رشتہ تعلق میں مربوط ہیں کہ وہ سب تاجدارِ عرب و عجم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات و کمالات کے آئینہ دار ہیں پھر بھی مؤلف اپنی کم علمی اور بے مائیگی کے اعتراف کے ساتھ اہلِ نظر سے یہ امید رکھتا ہے کہ وہ اس کے فکر و نظر کی لغزشوں اور قلم کی کوتاہیوں سے اغماض فرما کر اصلاح احوال کی کوشش کریں گے۔

ریاض احمد صمدانی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مولائے کُل کے حضور

مِن قَبلِهَا طِبتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي ، مُستَودَعٍ حَيثُ يُخصَفُ الوَرَقُ

یارسول اللہ! آپ قبل ولادت جنت کے سایوں میں شادماں تھے وہاں آپ صلب آدم میں تھے جب وہ پتوں سے اپنے بدن چھپاتے تھے

ثُمَّ هَبَطتَ البِلَادَ لَا بَشَرٌ ، أَنتَ وَلَا مُضغَةٌ وَلَا عَلَقُ

پھر آپ نے جنت سے زمین پر نزول فرمایا نہ صورت بشری میں اور نہ مضغہ و علق کی شکل میں

بَل نُطفَةٌ تَركَبُ السَّفِينَ وَقَد ، أَلجَمَ نَسراً وَأَهلَهُ الغَرَقُ

بلکہ ایک نورانی اصل کی صورت میں، پھر آپ کشتی نوح میں سوار تھے جب نسر بت اور اس کے پجاریوں کو طوفان نے غرقاب کیا۔

تُنقَلُ مِن صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ ، إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ

اسی طرح آپ کا نور ایک پشت سے دوسرے رحم کی طرف منتقل ہوتا رہا جب ایک عالم گزر جاتا تو دوسرا دور شروع ہو جاتا۔

وَرَدتَ نَارَ الخَلِيلِ مُكتَتِماً ، فِي صُلبِهِ أَنتَ كَيفَ يَحتَرِقُ

اور آپ حضرت خلیل کی پشت میں نہاں آتش نمرود میں بھی ورود فرمایا، اس لیے آگ ان کو کیسے جلاتی۔

حَتَّى احتَوَى بَيتُكَ المُهَيمِنُ مِن ، خِندِفَ عَليَاءَ تَحتَهَا النُّطُقُ

حتیٰ کہ آپ کا خاندانی شرف اولاد خندف میں اس عظیم مقام پر فائز ہوکہ باقی تمام خاندان اس کے سامنے فروتر تھے۔

وَأَنتَ لَمَّا وُلِدتَ أَشرَقَتِ ، الأَرضُ وَضَاءَت بِنُورِكَ الأُفُقُ

اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو ساری زمین روشن ہو گئی اور آفاق عالم آپ کے نور سے منور ہو گئے۔

فَنَحنُ فِي ذَلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّورِ ، سُبُلَ الرَّشَادِ نَختَرِقُ

اب ہم آپ کے اسی نور کی تابانی اور روشنی میں ہدایت کی راہوں پر رواں دواں ہیں۔

(مواہب لدنیہ)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ مولائے کُل کے حضور

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ! آپ کو ہر عیب سے پاک تخلیق فرمایا گیا، گویا آپ کو آپ ہی کی منشا کے مطابق بنایا گیا۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے حسین تر، میری آنکھوں نے ہرگز نہیں دیکھا، بلکہ آپ سے جمیل تر کسی ماں نے جنا ہی نہیں

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ مِنَ اللّٰهِ مَشْهُوْدٌ يَلُوْحُ وَيُشْهَدُ

اللہ نے مہر نبوت حضور کی پشت پر روشن فرما دی ہے جس کی چمک ہر وقت برملا آپ کی عظمت کی گواہی دیتی رہتی ہے

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ مَعَ اِسْمِهٖ اِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

اور اللہ نے اپنے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ہے، جب پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

اور حضور کی عظمت کے لیے ان کا نام اپنے نام سے نکالا ہے سو عرش والا خود تو محمود ہے اور حضور محمد ہیں۔

صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ مولائے کُل کے حضور

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا ۔۔۔ اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَا

اے سادات کے سردار! میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں آپ کی خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور آقا زمانے آپ کی پناہ چاہتا

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ ۔۔۔ کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَا

کہ اگر آپ کا وجودِ گرامی نہ ہوتا تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا نہیں بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی پیدا نہ کیا جاتا۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی ۔۔۔ وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَھَاکَا

آپ وہ نورِ مجسم ہیں کہ چودھویں کا چاند آپ کے نور سے درخشاں ہے اور سورج آپ کے ہی حسن کے نور سے منوّر ہے

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ ۔۔۔ مِنْ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَا

آپ کی وہ شان ہے کہ حضرت آدم نے جب اپنی خطا کی بخشش کیلئے آپکا وسیلہ پیش کیا تو ان کی مغفرت ہوتی حالانکہ وہ آپ کے

قَدْ فُقْتَ یَا طٰہٰ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ ۔۔۔ طُرًّا فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرَاکَا

اے طٰہٰ لقب والے آقا! آپکو تمام انبیاء پر فوقیت حاصل ہے اور عجیب ہے وہ ذات جس نے آپ کو عالمِ بالا کی سیر کرائی۔

وَاللہِ یَا یٰسِیْنُ مِثْلُکَ لَمْ یَکُنْ ۔۔۔ فِی الْعَالَمِیْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاکَا

اے سردارِ کونین! اللہ کی قسم تمام کائنات میں آپکا مثل کوئی نہیں مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوّت دی۔

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی ۔۔۔ جُدْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَا

اے تمام کائنات سے زیادہ عزت والے، اے مخلوق کیلئے خزانۂ رحمت! اپنے جود و کرم سے مجھے بھی نواز دیجئے اور اپنی رضا سے مجھے

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ ۔۔۔ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَا

یا حبیب اللہ! میں آپ کے ہی جود و کرم کا طلبگار ہوں اور آپ کے سوا ابو حنیفہ کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں۔

مصداق میری اس عرضداشت کا

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
(اقبالؒ)



طالبِ شفاعت

ریاض احمد صمدانی

کمالاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا۔

جامع صفاتِ انبیاؔ و رسل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حدیث نمبر ۸ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا دَنٰی مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ یَتَذَاکَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰی کَلَّمَهٗ تَکْلِیْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِیْسٰی کَلِمَةُ اللّٰہِ وَرُوْحُهٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰہُ فَخَرَجَ عَلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ کَلَامَکُمْ وَعَجَبَکُمْ اَنَّ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَهُوَ کَذٰلِکَ وَمُوْسٰی نَجِیُّ اللّٰہِ وَهُوَ کَذٰلِکَ وَعِیْسٰی رُوْحُهٗ وَکَلِمَتُهٗ وَهُوَ کَذٰلِکَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰہُ وَهُوَ کَذٰلِکَ اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُحَرِّکُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ لِیْ فَیُدْخِلُنِیْهَا وَمَعِیَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا فَخْرَ اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرام بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ آپ ان کے قریب چلے گئے آپ نے سنا کہ وہ باہمی کچھ اس طرح گفتگو کر رہے ہیں، ایک صحابی بولے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا دوسرے بولے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا اور تیسرے بولے کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح للہ ہیں۔ چوتھے صحابی بولے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ بنایا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جاکر فرمایا میں نے تمہاری ساری گفتگو سنی ہے اور تمہیں تعجب ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ اس شان کے مالک ہیں اور حضرت موسیٰ نجی اللہ وکلیم اللہ ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں آپ ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور خود سے سنو! میں حبیب اللہ ہوں، میں اس پر تکبر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اس کے نیچے حضرت آدمؑ سمیت تمام مخلوق جمع ہوگی قیامت کے دن اول میں ہی شفاعت کروں گا اور اول میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور یہ تکبر کی بات نہیں، اور اول میں ہی جنت کی کنڈی ہلاؤں گا اور میرے ساتھ فقرا مسلمان ہوں گے اللہ تعالےٰ میری خاطر جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرما دے گا یہ تکبر کی بات نہیں، بلا فخر میں اللہ کے نزدیک تمام اوّلین وآخرین سے زیادہ عزت رکھتا ہوں۔

(ترمذی)

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر انبیاء کرام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فرداً فرداً جو کمالات و درجات مرحمت فرمائے وہ سب امام الانبیاء نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات جامع صفات میں موجود ہیں مندرجہ بالا حدیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے ۔ حضرت آدم صفی اللہ، حضرت ابرہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں مگر نبی آخر الزماں ان سب سے افضل و اکمل ہیں کیونکہ آپ حبیب اللہ ہیں۔

تعالیٰ اللہ ذات مصطفےٰ کا حسن لاثانی

کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف امکانی

خلیل اور حبیب کا معنے اگرچہ محب و محبوب ہی کیا جاتا ہے لیکن ان دونوں میں ایک نہایت لطیف فرق ہے جسے علما محققین نے یوں بیان فرمایا ہے کہ خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا جویاں ہو اور حبیب وہ ہے جس کی رضا کا اللہ خود خواہاں ہو۔

چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نرالی شان محبوبی کا جلوہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محبوب خدا کے سامنے عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا رب تمہاری ہر خواہش کو پورا کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے۔

حدیث کے آخر میں محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان خصوصیات و امتیازات کا ذکر فرماتے ہیں جن کی بدولت "حبیب اللہ" تمام اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام

پر فوقیت رکھتا ہے۔ آپ نے بلا فخر بطور تحدیث نعمت فرمایا میں اللہ کا حبیب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جس کے زیرِ سایہ آدم صفی اللہ سمیت تمام انبیاؑ اور ساری خلق خدا جمع ہوگی میں شافع اوّل اور مشفع الاوّل ہوں جنت کا دروازہ اول میں ہی کھولوں گا اور اوّل میں اور میرے فقرا امتی جنت میں داخل ہوں گے اور مجھے دربارِ الٰہی میں تمام اوّلین و آخرین سے زیادہ عزت و کرامت حاصل ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں آپ کو خدا سے بلاواسطہ ہمکلامی کا شرف حاصل ہے مگر آپ کلام حق سننے خود چل کر کوہِ طور پر جاتے ہیں اور حبیب اللہ وہ ہیں جنہیں خود خلاقِ ارض و سما نے براق برق رفتار بھیج کر قَابَ قَوسَینِ کی رفعتوں اور دَنیٰ فَتَدَلّٰی کی عظمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ ؏

قصۂ طور اور معراج سے ہوتا ہے عیاں

اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے

علاوہ ازیں متعدد احادیث سے تمام انبیاء کرام پر آپ کی فوقیت اور افضلیت ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جامع کلام دیا گیا اور کفار کے دلوں میں میری ہیبت ڈال کر میری مدد کی گئی میرے لیے مال غنیمت جائز کیا گیا ساری زمین میرے لیے مسجد اور سبب طہارت بنائی گئی۔ اور مجھے تمام کائنات کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور میری ذات پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

امام الانبیاء

حدیث نمبر ۲ عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرُ فَخْرٍ۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں بلافخر تمام نبیوں کا امام ہوں گا اور ان کی طرف سے دربار خداوندی میں خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا (ترمذی)

مندرجہ بالا حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اکثر اوصاف اور خصائص کے ساتھ لفظ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ موجود ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہے کہ حضور کو یہ مراتب اب حاصل نہیں بلکہ قیامت کے دن حاصل ہوں گے۔ اس کے متعلق محدثین نے یہ وضاحت کی ہے کہ حضور بلا تشبہ اب بھی ان مراتب و درجات پر فائز ہیں لیکن آپ کی اس شان کا کامل اظہار قیامت کے دن ہوگا اس دن اپنے بیگانے سب تسلیم کرلیں گے اور آپ کی عظمت سب پر ظاہر ہو جائے گی۔ ع

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

سیّدِ بنی آدم

حدیث نمبر ۳: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سیّد و سردار ہوں گا اور اوّل میں ہی اپنے روضہ سے باہر آؤں گا اور اوّل میں ہی شفاعت کروں گا اور میری ہی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نے جو خالق کل ہے اپنے حبیب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مالکِ کل اور سیّد کل بنایا ہے آپ ارض وسما بحر وبر، شمس وقمر، لوح وقلم، حور وملک، جن وبشر اور انبیاء ورسل سب کے سیّد و سردار ہیں کیونکہ جب آپ اشرف الخلائق انسان اور پھر انسانوں میں بھی افضل ترین نفوس مبارکہ ابو البشر حضرت آدم سمیت تمام انبیاء ومرسلین کے سردار و سیّد ہیں تو آپ کی سیادت دیگر مخلوق کے لیے بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔

سیّد کا معنٰے: سید کس قدر و منزلت کا مالک ہوتا ہے یہ حقیقت سید کا معنٰے پڑھنے سے کھل جاتی ہے چنانچہ صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

السَّیِّدُ هُوَ الَّذِیْ یَفُوْقُ قَوْمَہٗ فِی الْخَیْرِ وَقَالَ غَیْرُہٗ هُوَ الَّذِیْ یُفْزَعُ اِلَیْہِ فِی النَّوَائِبِ وَالشَّدَائِدِ۔

ترجمہ:۔ سیّد اس کو کہتے ہیں جو خیر میں ساری قوم پر فوقیت رکھتا ہو۔ بعض نے کہا ہے سیّد اس کو کہتے ہیں جس کی مصائب و تکلیف میں پناہ لی جائے۔

بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

حدیث نمبر ۴: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُکْسٰی حُلَّۃً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ اَقُوْمُ مِنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذَالِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزِ قیامت مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اس کے بعد میں عرشِ الٰہی کے داہنی طرف کھڑا ہوں گا۔ سوا میرے تمام مخلوق میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس جگہ کھڑے ہو سکے۔ (ترمذی)

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دو ایسے رفیع الشان مقام عطا فرمائے ہیں جو آپ کے سوا کسی نبی کو نہیں دیئے گئے ایک مقام تو جنت میں ہے جس کا نام وسیلہ ہے اور دوسرا مقام محمود ہے جو محشر میں عرشِ الٰہی کے داہنی طرف ہوگا۔ مذکورہ بالا حدیث میں اسی مقامِ محمود کا بیان ہے۔

مقامِ محمود کا معنی ہے وہ جگہ جو سب کی تعریف کی گئی ہو چونکہ حضور علیہ السلام

جب قیامت کے روز جنتی پوشاک زیب تن فرما کر عرش خداوندی کے داہنی طرف اس مُقام محمودؔ پر جلوہ فرما ہوں گے تو تمام انبیاء و رسل اور ساری خلقِ خُدا آپ کی اس جلالت شان کو دیکھ کر آپ کی تعریف کرے گی. اس لیے اس کا نام مقام محمود ہے اور یہ عظیم منصب و مقام آپ کے سوا اور کسی کو نہیں ملے گا.

دارمی نے ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مقام محمود کیا ہے؟ تو حضور نے محشر کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جنتی جوڑا پہنایا جائے گا اور اس کے بعد مجھے جنتی پوشاک پہنائی جائے گی پھر میں عرشِ الٰہی کے دائیں طرف ایک ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا کہ تمام اوّلین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے۔ (اور وہ مقام محمود ہے)

قرآن حکیم میں حق تعالےٰ جل شانہٗ نے تاجدارِ مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم منصب یعنی مقام محمود پر فائز کرنے کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورت بنی اسرائیل میں ارشاد ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا.	اور اے نبی رات کے کچھ حصہ (یعنی نماز تہجّد) میں قرآن پڑھیے. یہ صرف آپ کے لیے ہے بہت جلد ہی تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود پر کھڑا کرے گا.

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو عزّت و عظمت

کے جس بلند ترین منصب پر متمکن فرمایا ہے اولین و آخرین میں سے کوئی بھی اس منصب و مقام کو نہ پا سکا۔ اس لیے کما حقہٗ کوئی شخص بھی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات رفیعہ اور مقاماتِ عظیمہ کو سمجھ نہیں سکتا ہے بلکہ گروہِ انبیاء جن کے نفوس مبارکہ بارگاہِ الٰہی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں وہ بھی مقامِ مصطفٰے کو نہ پا سکے۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل

حدیث نمبر ۵: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مجھے نبوّت اس وقت عطا کی گئی) جب کہ آدم علیہ السلام ابھی رُوح اور جسم کے درمیان تھے (ترمذی)

زیرنظر حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اوّل الانبیا اور قدرتِ الٰہیہ کا اوّلین شہکار ہیں اور جب اللہ تعالٰے نے آپ کو نبوت سب سے پہلے عطا کی تو لامحالہ آپ کی ذات وصف نبوت سے موصوف ہونے سے قبل مخلوق اور موجود تھی۔ اس لیے آپ کی ذاتِ گرامی حقیقتاً اوّل الخلق ہے۔

چنانچہ مواہب لدنیہ میں بسند عبدالرزاق روایت ہے کہ ایک دن حضرت جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ دربارِ نبوت میں عرض کی۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر

قربان ہوں۔ مجھے بتائیے کہ اللہ تعالےٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یاجابر اِنَّ اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاءِ نُورَ نبیّک من نورہٖ۔	اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ مواہب میں موجود ہے اس حدیث سے آپ کا اوّل الخلق اور اوّل الانبیاء ہونا ثابت ہے اس حدیث سے یہ بات بھی اظہر من الشمس ہوگئی کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور اصلیت نُور ہے بلکہ اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوق آپ کے ہی نور کے فیضان اور پرتو سے پیدا فرمائی۔ کل مخلوق اور ہر نور میں نورِ محمدی کا جلوہ کار فرما ہے اور آپ سب انوار کی اصل ہیں۔

فَصَلَّی اللہ عَلٰی نُورٍ کزو شد نورہا پیدا
زمین از حبِ او ساکن فلک بر حسنِ او شیدا

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں نورِ محمدی کے باب میں نقل کیا ہے ۱۰ اور سات صحیح احادیث سے حضور کا نُور اور اوّل الخلق باوّلیتِ حقیقیہ ہونا ثابت کیا ہے اور یہی معنی ہے قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللہِ نُورٌ کا اور چونکہ آپ بظاہر جامۂ بشریت زیب تن فرما کر تشریف لائے اور تعلیم اُمّت اور مقصدِ رسالت کی تکمیل کے لیے احوال

بشریہ کو بھی اپنایا۔ اس اعتبار سے آپ نے اِنَّمَا انا بشرٌ مِثْلُکُمْ ۔ فرمایا۔ ل
حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت اور بشریت دونوں کو تسلیم کرنا ایمان ہے
اور ان دونوں صفات میں سے کسی ایک کا قطعی انکار گمراہی اور ضلالت ہے۔ او
حق یہی ہے کہ حضور ؎

بشر صورت ملک سیرت میں ظلِّ نورِ یزدانی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم ممکنات سے کوئی فرد بھی، تخلیق
میں حضور علیہ السلام سے کوئی مناسبت اور مماثلت نہیں رکھتا، کیونکہ حضور کی تخلیق "نور
حق" سے ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربّانی کے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۱۰۰ کی یہ نورانی ع

"باید دانست کہ خلقِ محمّدی در رنگِ خلق سائرِ افرادِ انسانی نیست بلکہ بخلق
ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت باو ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود نشاءِ
عنصری از نورِ حق جلّ وعلا مخلوق گشتہ است ۔ کما قال علیہ وعلی الہ
الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ" و دیگراں را ایں دولت میسر
نشدہ است ۔"

ترجمہ :- "معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق و پیدائش
دیگر افرادِ انسانی کی طرح نہیں۔ بلکہ تخلیق میں افرادِ عالم کا کوئی ایک
فرد بھی آپ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
باوجود عنصری پیدائش کے نورِ حق تعالیٰ سے مخلوق ہیں۔"

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا ہے: خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ میری تخلیق اللہ کے نور سے کی گئی ہے۔ آپ کے سوا کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں۔

خاتم الانبیاء

حدیث نمبر ۱۶: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُہٗ تُرِکَ مِنْہُ مَوْضَعُ لَبِنَۃٍ فَطَافَ بِہِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِہٖ اِلَّا مَوْضَعَ تِلْکَ اللَّبِنَۃِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضَعَ اللَّبِنَۃِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی طرح ہے جو بڑا خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ بیچ میں چھوڑ دی گئی دیکھنے والوں نے اسے گھوم پھر کر دیکھا تو اس محل کے حُسن اور عمدہ تعمیر کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرنے لگے مگر جو ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے وہ بھلی نہیں لگتی۔ سو میں نے اس خالی جگہ کو مکمل کر دیا۔ اور میری ذات سے وہ محل کامل ہو گیا اسی طرح میری ذات پر رسولوں کا آنا ختم

ہوگیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے پس میں ہی اس قصرِ نبوت کو مکمل کرنے والا آخری پتھر ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (صحیح بخاری و مسلم)

سیدالانبیاء والمرسلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰے کے آخری نبی اور تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کرنے والے رسول ہیں قرآن حکیم نے آپ کو آخری نبی اور خاتم النبیین قرار دیا ہے: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ اس حقیقت پر گواہ ہے اور بیسیوں احادیث اس مسئلہ کی تائید میں موجود ہیں۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم، ائمہ عظام اور علماء محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت و رسالت کا دعوٰی کرنے والا کافر ہے۔

امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف فقہ اکبر کی شرح میں علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ فرماتے ہیں دَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ ۔ یعنی ہمارے نبی عربی کے بعد نبوت کا دعوٰی کرنا بالاجماع کفر ہے۔ الیواقیت والجواہر میں شیخ اکبر سے منقول ہے کہ هٰذَا بَابٌ اُغْلِقَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ لَا يُفْتَحُ لِاَحَدٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ یعنی نبوت کا دروازہ محمد عربی کے وصال کے بعد بند کر دیا گیا ہے اب کسی کے لیے قیامت تک نہیں کھولا جائے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مکتوبات شریف دفتر سوم میں

کہتے ہیں کہ اوّل الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر الانبیاء
یعنی خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلّم

حدیث نمبر ۲: عَنْ جُبَیْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔

ترجمہ: حضرت جبیر ابن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میرا نام محمد ہے اور میرا نام احمد ہے میرا نام ماحی ہے اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر مٹائے گا اور میرا نام حاشر بھی ہے۔ تمام لوگ (قیامت کے دن) میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے میرا ایک نام عَاقِبْ ہے اور عاقب اسی کو کہتے ہیں جس کے بعد دوسرا کوئی نبی نہ ہو۔ (صحیح بخاری ومسلم)

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک بے شمار ہیں ترمذی کی شرح میں ابن عربی سے آپ کے ہزار نام منقول ہیں۔ علامہ سیوطی نے آپ کے اسماء والقاب میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں انہوں نے حضور کے پانچ سو اسمائے گرامی درج کئے ہیں۔ شرح شمائل ترمذی

کی ایک حدیث میں ہے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید میں میرے سات نام ہیں۔ محمد، احمد، یٰسٓ، طٰہٰ، مزمل، مدثر اور عبداللہ۔

محمد احمد و محمود خالقش دیر استود
از وشد بود ہر موجود و زوشد دیدہ ہا بینا

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء والقاب کی یہ کثرت آپ کے اوصاف و کمالات کی وسعت و کثرت کی آئینہ دار ہے اگر آپ کے باقی اوصاف و خصائص کو چھوڑ کر صرف آپ کے اسماء والقاب ہی کی وضاحت وصراحت کی جائے تو پھر بھی کما حقہٗ انسان آپ کے اوصاف بیان نہیں کر سکتا کیونکہ حضورؐ کے مراتب و مدارج ایک بحر بیکراں ہے جس کی انتہا کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ کا ہر ایک اسم مقدس اپنے دامن معنی میں حضور کے قصائد و مناقب کے سینکڑوں بیش قیمت موتی لیے ہوئے ہے حضور کی اس عظمت و جلالت کو دیکھ کر آخر میں یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ ؎

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بَعْدَ از خُدَا بُزُرْگ تُوئی... بَعْدَ اِلٰهِ اَنْتَ عَظِيْمٌ بِلَا خَطَرٍ

ترجمہ:۔ اے پیکر حسن وجمال! اور اے انسانوں کے سید و سردار!
چاند آپ کے ہی رُخ انور سے منوّر ہے
کما حقہٗ آپ کی تعریف تو ہو ہی نہیں سکتی
بلاشبہ اللہ کے بعد آپ کی شان عظیم ہے
یعنی بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر بلا افطاری اور سحری کھائے کئی کئی دن روزے رکھا کرتے تھے صحابہ کرام نے بھی ایسا کرنا چاہا تو آپ نے انہیں از راہِ شفقت منع فرما دیا کیونکہ ایسا کرنا بدنی کمزوری اور کئی ایک دنیاوی امور میں حرج کا باعث ہے یہ حضور کی شان کریمی ہے کہ آپ نے ایسی سخت مشقت کی عبادت سے خود ہی منع فرما دیا مگر صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ خود تو ایسا کرتے ہیں اور ہمیں منع فرماتے ہیں تو آپ نے ایک سربستہ راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ ۔ میں تمہارے جیسا نہیں۔ میری رات تو اس شان سے گذرتی ہے کہ میرا رب خود مجھے اپنے انوار و تجلّیات کی مقدس غذا کھلاتا اور پلاتا ہے۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے اس حدیث کے صدہا معارف اور نکات بیان کیے ہیں جن کا ذکر یہاں طوالت کا باعث ہے۔

بخاری شریف کتاب الصوم میں یہ حدیث چار مختلف الفاظ میں چھ جگہ موجود ہے۔ پہلی روایت تو یہی ہے کہ آپ نے فرمایا: اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ میری حالت تمہاری حالت جیسی نہیں۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا، لَسْتُ مِثْلَکُمْ۔ میں تمہاری مثل نہیں ہوں تیسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔ میں تم میں سے کسی جیسا نہیں۔ چوتھی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ میری مثل تم میں کون ہے۔؟

فی الجملہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی ذات والا صفات بے مثل

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

حدیث نمبر ۷، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللهِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ؕ

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دربار نبوت میں عرض کیا گیا یارسول اللہ ! مشرکوں پر بد دعا کیجیے تو آپ نے فرمایا میں بددعا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا مجھے تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے ۔ (صحیح مسلم)

یوں تو ہر نبی اور رسول اپنے وقت اور اپنی قوم کے لیے رشد وہدایت کا سرچشمہ اور باعث رحمت تھا لیکن حضور خاتم الانبیاء والمرسلین نبی رحمت للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم جس حیثیت اور امتیازی شان سے رحمت وراحت کا پیکر ہیں وہ صرف آپ ہی کا خاصہ ہے قرآن حکیم میں خدائے لم یزل نے آپ کی عالمگیر رحمت کا ذکر ان مقدس الفاظ میں فرمایا ہے ۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ — اے نبی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

جس قدر لفظ عالمین معنوی لحاظ سے تمام موجودات ارضی وسماوی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اسی طرح حضور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت بے پایاں ارض وسما کی تمام مخلوق کو اپنی آغوش رحمت میں لیے ہوئے ہے ۔ جیسے خدا کی ربوبیت عام ہے ایسے ہی مصطفےٰ کی رحمت بھی عام اور ہر

نبی کے لیے ثابت ہے۔

ذرا غور تو کیجیے، وہ کون سی اذیت اور تکلیف ہے جو کفارِ مکہ نے آپ کو نہیں دی۔ حضور خود ارشاد فرماتے ہیں جس قدر مجھے راہِ حق میں تکلیف دی گئی ہے اتنی اذیت اور تکلیف کسی نبی کو نہیں دی گئی لیکن اس حقیقت کے باوجود جب آپ کو دشمنانِ رسالت پر بد دعا کرنے کا عرض کیا جاتا ہے تو آپ کمالِ شانِ رحمت العالمینی سے فرماتے ہیں میں دنیا پر قہر و غضب بن کر نہیں آیا۔ بلکہ مجھے کائنات کے لیے سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔

جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہیں تو ہو

حدیث ۹: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے بلا افطار مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ خود تو پے در پے بلا افطار روزہ رکھتے ہیں (اور ہمیں منع فرماتے ہیں) آپ نے فرمایا بیشک میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اور بے نظیر ہے اور آپ کے افعال و اشغال کو اپنی ذات پر قیاس کرنا اور آپ کو ایک عام بشر تصور کرنا ایک امتی کے شایانِ شان ہرگز نہیں۔ بلکہ اہلِ حق کے نزدیک یہ حرماں نصیبی کی علامت ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات کے تیسرے دفتر، مکتوب ۴۴ میں ارشاد فرماتے ہیں:

محجوبان کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را بشر گفتند و در رنگِ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتان کہ او را علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوانِ رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائرِ ناس ممتاز دیدند، بدولتِ ایمان مشرف گشتند و از اہل نجات آمدند۔

ترجمہ:- جن ناسمجھ لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بشر کہا اور آپ کو دوسرے عام انسانوں کی طرح سمجھا وہ بالآخر منکر ہو گئے۔ اور جن خوش نصیبوں نے آپ کو رسول اللہ اور رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے دیکھا اور آپ کو تمام لوگوں سے ممتاز اور بلند و بالا سمجھا وہ دولتِ ایمان سے مشرف ہو کر اہل نجات میں شامل ہو گئے۔

تو زندہ ہے واللہ

حدیث نمبر ۱:- عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ

مشہودٌ یشھدہُ الملائکۃُ وَاِنّ اَحدًا لم یُصلِّ علیّ اِلّا عُرِضَت علیّ صلوٰتُہٗ حتّٰی یفرُغ منھا قال وَقُلتُ بعد الموتِ قال اِنّ اللّٰہ حرّم علی الارضِ اَن تاکُل اَجسادَ الانبیاءِ فنبیّ اللّٰہِ حیٌّ یُرزقُ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بلا شک و شبہ درود پڑھنے والے کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہو جائے۔ ابو درداء کہتے ہیں میں نے پوچھا حضور! کیا آپ کی وفات کے بعد بھی درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو (قبروں) میں رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ بالا حدیث سے کئی ایک مسائل کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اوّل یہ کہ جمعہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ آپ نے اس دن بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارا درود آقائے دوجہاں کے حضور پیش ہوتا ہے اور یہ بات آپ کے زمانہ حیات سے ہی مخصوص نہیں بلکہ بعد وفات بھی ہمارا صلوٰۃ وسلام آپ کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ حقیقت بھی ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ السلام اپنے روضہ اطہر میں بحیات حقیقی زندہ تشریف فرما ہیں اور اب بھی اسی طرح زندہ و جاوید ہیں جس طرح آپ وفات سے قبل زندہ تھے۔ کیونکہ زمین انبیاء کے مقدس اجسام کو بوسیدہ نہیں کرسکتی اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں رزقِ الٰہی سے بھی محظوظ ہوتے ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، میں اپنے اس مکان میں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدفون ہیں کھُلے منہ بلا حجاب و نقاب روضہ رسول پر حاضری دیا کرتی تھی، میں یہ کہا کرتی تھی کہ ایک مرقد انور میں تو میرے شوہر نامدار ہیں اور دوسرے مرقد میں میرے والد بزرگوار مدفون ہیں (لہٰذا پردہ کی ضرورت نہیں) لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کیا گیا، تو اللہ کی قسم! پھر میں جب بھی روضہ مطہرہ پر حاضری دیتی ہوں تو حضرت عمر سے پردہ کرتے ہوئے نقاب اوڑھ کر اور چادر سے باپردہ ہو کر حاضری دیتی ہوں"۔ رواہ احمد بحوالہ مشکوٰۃ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے تین روز بعد، ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور حضور کی جدائی کے غم میں رو رو کر نڈھال ہوگیا پھر فرطِ غم سے روضہ مبارکہ سے لپٹ گیا اور اپنے سر پر وہاں کی خاک پاک ڈال کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا ہم نے سن لیا، اللہ تعالےٰ نے آپ پر قرآن پاک نازل فرمایا جس میں ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔	اور اگر یہ لوگ جب گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو آپ کے پاس حاضر ہو کر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسولِ خدا بھی ان کیلئے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

یارسول اللہ! میں نے گناہ کر کے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔ حضرت علی فرماتے ہیں:

فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ	روضہ پاک سے آواز آئی (جا) تجھے بخش دیا گیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر القرطبی زیر آیہ مذکورہ،

حضرت سعید ابن عبد العزیز روایت کرتے ہیں کہ ایّامِ حَرّۃ کے دوران جب مدینہ منورہ میں یزیدیوں کے ظلم و طغیان کے باعث تین روز مسجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم میں اذان و اقامت نہ پڑھی جا سکی (مشہور تابعی) حضرت سعید ابن المسیب مسجد نبوی میں ہی (کسی طریقہ سے) چھپے رہے ان کا بیان ہے کہ (وہ نماز کا وقت کسی طرح بھی معلوم نہیں کر سکتے تھے سوائے اس کے کہ جب نماز کا

وقت ہوتا تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مرقد پرانوار سے نہایت ملکی سی اذان و اقامت کی آواز سنائی دیتی تھی " رواہ الدارمی بحوالہ مشکوۃ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی بحیات حقیقی زندہ ہیں یہ ایک ایسی ناقابلِ تردید صداقت ہے جس پر تمام صحابہ کرام ائمہ مجتہدین اور علما محققین کا اتفاق ہے چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعتہ اللمعات میں رقمطراز ہیں۔

حیات انبیا علیہم السلام متفق علیہ است
ہیچ کس را درو خلافے نیست

کہ انبیاء علیہم السلام کا بعد موت بھی زندہ ہونا سب کا تسلیم شدہ مسئلہ ہے کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا!

عظمت مقام مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء

رسُولِ مختار

حدیث ۱: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہٗ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَاشَاءَ وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَہٗ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ قَالَ فَدَیْنٰکَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَہٗ

فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا اِلٰی ھٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہٗ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ وَھُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنٰکَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ھُوَ الْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہُ روایت کرتے ہیں کہ (ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ دُنیا کی آسائش جتنی چاہے لے لے یا وہ جو انعام واکرام اس کے رب کے پاس ہیں وہ قبول کرلے تو اس بندۂ خدا نے جو انعام واکرام اللہ کے پاس ہیں ان کو اختیار کرلیا حضرت ابوبکر صدیق یہ سن کر رو پڑے اور عرض کی یارسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ راوی کہتے ہیں ہمیں ان کی اس بات پر بڑا تعجّب ہوا اور لوگ کہنے لگے اس بوڑھے کو دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا ذکر فرما رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسائش دنیا اور عقبیٰ کی نعمتوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو اس نے عقبیٰ کی نعمتوں کو اختیار کرلیا اور یہ کہتے ہیں یارسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں تو (فی الحقیقت) رسُولِ خدا وہ خود ہی بندۂ مختار تھے اور ابوبکر صدیق ہم سب سے زیادہ عالم تھے (جو اس بات کو سمجھ گئے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے

نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں جب تک وہ چاہیں زندہ رہنے یا اپنے رب سے ملنے کا کلی اختیار دیا۔ دوسرا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ حضور کے بعد تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم و فضل کے مالک ہیں۔ کیونکہ حضور کے اس بیان کو صرف وہی سمجھ سکے۔ پھر جب چند دنوں کے بعد حضور کا وصال ہوا تو تمام صحابہ کرام پر یہ حقیقت کھل گئی کہ وہ بندہ مختار جس کو اللہ نے زندگی اور موت کا اختیار دیا ہے وہ ہمارے ہی آقا و مولیٰ ہیں اور اس وقت سب نے یہ بھی اعتراف کیا کہ ابوبکر صدیق کو علم مصطفےٰ سے سب سے زیادہ اور وافر حصہ ملا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے! اللہ تعالیٰ نے سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر عظمت و جلالت بخشی ہے اور آپ کو اپنی بارگاہ میں محبوبیت و مطلوبیت کے اس رفیع الشان مقام پر فائز کیا کہ وہ خود ان کی رضا و خوشنودی کا طلبگار ہے اور آپ کی موت سے قبل آپ کو موت اور زندگی کا پورا اختیار دے کر فرمایا اے پیارے حبیب! تم مختار کل ہو جب تک چاہو دنیا میں زندہ رہو یا اپنے محبوب حقیقی کے پاس آکر اس کی لافانی اور باقی نوازشات و عنایات سے لطف اٹھاؤ

ترمذی شریف میں یہ صاف موجود ہے کہ اللہ تعالے نے آپ کو زندگی اور موت دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار کامل عطا فرمایا تو آپ نے موت کو جو کہ لقاء رب اور محبوب حقیقی کے وصال کا ذریعہ ہے پسند فرمایا ملاحظہ کیجئے: حدیث کا ترجمہ:

حضرت ابوالمعلی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی وفات سے چند روز پہلے منبر پر بیٹھے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ جب تک چاہے زندہ رہے اور جو چاہے کھائے پیئے یا وہ اپنے پروردگار سے آملاقات کرے تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کر لیا یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رو پڑے"۔

اختیارِ شفاعت

حدیث ۱۲ : عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِیَ الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا ۔

ترجمہ : حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھے آدھی اُمّت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت میں اختیار دیا پس میں نے شفاعت کو اختیار کیا اور یہ شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوا مرا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شافع اُمّت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرک کے سوا ہر شخص کی شفاعت کرنے کا اختیار دیا ہے اور قیامت کے دن تمام اُمّت آپ کی شفاعت کی بدولت عذاب دوزخ سے نجات پائے گی

حضور خود فرماتے ہیں میری شفاعت سے صرف وہی شخص مستفید ہوگا جو بصدقِ دل لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہو اور اسی ایمان و یقین پر موت پائی ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت مختلف صورتوں میں ہوگی۔ بعض لوگ آپ کی شفاعت سے بلا حساب وکتاب جنت میں جائیں گے اور بعض حساب کے بعد نیکیاں کم ہو جانے کے سبب دوزخ کے سزاوار ہوں گے لیکن آپ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے اور بعض لوگ اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں جائیں گے اور پھر آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

شفاعت کے کئی درجے ہیں جن میں سب سے اہم اور عظیم ترین درجہ شفاعتِ کبریٰ کا ہے اور یہ سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی اور رسول کو نہیں ملا آپ کی اس شفاعت سے ہر نیک و بد مومن اور کافر فائدہ اٹھائے گا یہ وہ شفاعت ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ حساب وکتاب شروع فرمائے گا اور مخلوق کو میدان حشر کے عذاب سے نجات ملے گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شفاعت کے بعد ہر نبی اور رسول کو اپنی اُمت کی شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن ساری مخلوق ہر نبی سے شفاعت کی درخواست کرے گی لیکن کوئی نبی ان کی شفاعت

ذکر کرے گا بالآخر لوگ ہر طرف سے مایوس وناامید ہو کر دربارِ محمدی میں حاضر ہوں گے تو آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر سجدہ میں رکھ دیں گے اللہ تعالےٰ فرمائے گا اے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) سر اٹھاؤ جو کہو گے سنوں گا، جو مانگو گے دوں گا جس کی شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

بس اک اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہی

حدیث نمبر ۱۳: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ اِبْرَاہِیْمَ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَ قَالَ عِیْسٰی اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا جِبْرِیْلُ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ فَاسْئَلْہُ مَا یُبْکِیْہِ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ فَسَاَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰہُ یَا جِبْرِیْلُ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ وَلَا نَسُوْءُکَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم کے اس قول کی تلاوت فرمائی: رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ۔ اور پھر حضرت

عیسٰی علیہ السلام کے قول اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ تو حضور علیہ السلام
نے ہاتھ اٹھائے اور کہا اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اس کے بعد آپ رونے لگے ۔ اللہ
تعالٰے نے فرمایا ۔ اے جبریل! تیرا رب سب کچھ جانتا ہے مگر تو محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جا کر پوچھ کہ انہیں کس کے غم نے رلایا ہے پس جبریل نے آکر
آپ سے پوچھا تو حضور نے جبریل کو بتا دیا جو آپ نے کہا تھا اللہ تعالٰے نے فرمایا
اے جبریل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جا کر بتا دے کہ ہم آپ کو اُمّت کے معاملہ
میں راضی کر دیں گے ناراض نہیں کریں گے ۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے پایاں رحمت و رافت
اور محبت کا بیان ہے جو آپ کو اپنی اُمّت سے ہے اور دوسری طرف آپ کے اس
عظیم مرتبہ و کمال کا ذکر ہے جو آپ کو دربارِ خداوندی میں حاصل ہے اللہ تعالٰی نے
آپ کو اُمّت کا مالک اور شفاعت کا مختار بنایا ہے جس کی آپ شفاعت فرمائیں گے
وہ بخشا جائے گا کیونکہ اللہ نے آپ کو اُمّت کے معاملہ میں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا
تفسیر جلالین میں ہے کہ جب آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی
نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں
رہا تو میں خدا سے راضی ہی نہیں ہوں گا ۔

چہ غم دیوار اُمّت را
کہ باشد چوں تو پشتیبان
چہ باک از موجِ بحر آں را
کہ باشد نوح کشتی بان

مختارِ شریعت

حدیث ۱۴: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، اے لوگو! حج کرو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ ایک شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے تو حضور خاموش ہو گئے حتیٰ کہ جب اس شخص نے تین بار یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا اگر میں سائل کے جواب میں صرف ہاں ہی کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم ہر سال حج ادا نہ کر سکتے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے چھوڑے رکھو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھتا ہوں کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ وہ نبیوں سے بکثرت سوال کرتے تھے اور ان کے متعلق اختلاف کرتے تھے لہٰذا جب میں تمہیں حکم دوں تو اس کی حسبِ استطاعت

تعمیل کرو اور جب میں تمہیں کسی بات سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے اوّل یہ کہ پیغمبر اسلام اللہ تعالےٰ کے نائب اور خلیفہ اعظم ہیں۔ اس لیے وہ اس بات کے مختار ہیں کہ جو چاہیں حکم دیں اور جس چیز سے چاہیں منع کر دیں آپ احکام شریعت اور فرائض دین نافذ کرنے میں باذن اللہ وسیع اختیارات کے مالک ہیں۔

دوسرا یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر حکم اور ہر فرمان ہمارے لیے واجب العمل اور عین اسلام ہے ہمیں آپ کے ارشادات پر بلا چون و چرا عمل پیرا ہونا چاہیے اور آپ کی ذات و صفات پر بے جا سوالات و اعتراضات سے قطعی اجتناب کرنا چاہیے۔ آپ کے ہر قول و فعل کو منشاء الٰہی کے مطابق تصور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام نام ہی آپ کے گفتار و کردار کا ہے اور آپ کے اسوہ حسنہ سے روگردانی کا نام کفر ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں ان ہی حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ ذرا غور کیجیے حج کعبہ کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے اور عمر بھر صرف ایک بار فرض ہے اسلام کی ایک بہت بڑی بنیادی اور اساسی عبادت ہے مگر یہی حج کعبہ جو عمر میں ایک بار فرض ہے اگر نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم سائل کے سوال کے جواب میں ہاں فرما دیتے تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ یہ ہیں آپ کے وہ وسیع اختیارات جو خدائے واحد نے آپ کو عطا کیے ہیں۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ منصب اور اختیار دیا ہے کہ اَنْ یَّشْرَعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ مَا یَشَاءُ ۔ وہ شریعت میں اپنی طرف سے جو چاہیں فرما دیں ۔

مالکِ شریعت

حدیث[۱۵] : عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکْتُ قَالَ مَالَکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی اِمْرَاَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تَجِدُ رَقَبَۃً تُعْتِقُھَا قَالَ لَا قَالَ فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ ھَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَکَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْہِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِکْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْ ھٰذَا فَتَصَدَّقْ بِہٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَھْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُہٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْہُ اَھْلَکَ ۔

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی یارسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا میں نے بحالت روزہ بیوی سے مجامعت کر لی ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر آپ نے فرمایا کیا تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں پھر حضور نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر توقف فرمایا اتنے میں حضور کی خدمت میں کھجوروں کا ایک توڑا پیش کیا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں ہے وہ شخص بولا میں یہ حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کھجوریں اٹھا لے اور جا کر خیرات کر دے وہ کہنے لگا یارسول اللہ! کیا میں یہ کھجوریں کسی اپنے سے زیادہ غریب آدمی کو دوں تو خدا کی قسم مدینہ منورہ کے سارے شہر میں مجھ سے زیادہ غریب گھرانہ کسی کا نہیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے آپ نے فرمایا جا تو یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

اس حدیث میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی صفات کی عظمت وجلالت کا بیان ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جہاں آپ کو شارع اسلام او احکام شریعت نافذ کرنے کا مجاز ومختار بنایا ہے وہاں آپ کو یہ اختیارات تفویض فرمائے کہ آپ جس کو چاہیں جس حکم شریعت سے چاہیں مستثنا فر

زیرِ نظر حدیث اس بات کا ایک واضح ثبوت ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کو بار بار پڑھیے اور عظمت مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ کیجیے۔ ذرا دیکھیے تو سہی کہ روزے کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا ساٹھ غرباء کو کھانا کھلانا یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا ہے لیکن سائل دربارِ نبوت میں ان تینوں حکموں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور اپنی معذوری ظاہر کرتا ہے تو حضور علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ بندہ خدا اللہ کا جو حکم تھا وہ میں نے بیان کر دیا ہے اب میرے اختیار و تصرف میں کچھ نہیں علیہ السلام ہرگز نہیں فرمایا بلکہ سائل کو خود اپنی بارگاہِ عظمت پناہ سے کھجوریں عنایت فرما کر فرماتے ہیں جا یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے۔ تیرے روزے کا کفارہ ادا ہو گیا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب کشف الغمہ میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہی خداداد اختیارات و خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وَكَانَ لَهُ أَنْ يَخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْأَحْكَامِ۔ حضور علیہ السلام کو حق حاصل ہے کہ جس کو چاہیں جس حکم سے چاہیں مستثنٰی فرما دیں۔

خزائن الارض کا مالک

حدیث ۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَ أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے اور میری مدد کفار کے دلوں میں رعب ڈال کر کی گئی ہے میں نیند کی حالت میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ مجھے زمین کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔

۱ صحیح بخاری و مسلم

مندرجہ بالا حدیث میں شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خصائص جلیلہ کا بیان ہے۔ اول، اللہ تعالےٰ نے آپ کو جامع کلام یعنی قرآنِ حکیم عطا کیا جس کے مضامین اور الفاظ نہایت مختصر لیکن معنوی طور پر ایک ایک حرف میں علم و عرفان کے دریا موجزن ہیں۔

دوم اللہ تعالےٰ نے کفار و مشرکین کے دلوں میں آپ کی ہیبت ڈال کر آپ کی تائید و نصرت فرمائی دشمنانِ اسلام کوسوں دور صرف آپ کا نام ہی سن کر کانپ اٹھتے تھے۔

سوم اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے دستِ مبارک میں دے کر آپ کو خزائن ارضی و سماوی کا مالک و مختار بنایا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ ظاہری طور پر تو آپ کو صرف زمین کے خزانوں کی چابیاں

گیں مگر حقیقتاً معنوی اعتبار سے اللہ تعالٰے نے آپ کو زمین و آسمان، مملکت و
رت کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی ہیں زمین کی کوئی تخصیص نہیں۔
غور کیجیے سرکارِ دو عالم زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک اور باذن اللہ
میں تصرف کرنے کے مختار اور مجاز ہیں۔ دنیا کو دین و دنیا کی دولت اور مال و
سے مالا مال فرماتے ہیں لیکن خود اپنی ساری زندگی نہایت فقیرانہ انداز سے بسر کر
ی کسی شاہانہ شان و شوکت کا اظہار نہ فرمایا بلکہ کئی کئی دن کاشانۂ نبوت میں روٹی
کانے کے لیے آگ نہ جلائی گئی صرف ایک کھجور اور سادہ پانی پر زندگی گذار دی۔
سب کچھ آپ کا اختیاری تھا چنانچہ مختارِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی
وجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا۔

یَا عَائِشَہ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ۔ (مشکوٰۃ)	اے عائشہ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔

قاسمِ نعمِ الٰہی

حدیث نمبر ۱۷: عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا
بِاسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ فَاِنِّیْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اُقَسِّمُ بَیْنَکُمْ۔
ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو کیونکہ قاسم
مجھے ہی بنایا گیا ہے میں تمہارے درمیان اللہ تعالٰے کے انعامات تقسیم کرتا ہوں۔
(صحیح بخاری و مسلم)

یہ حدیث صحاح ستہ کی کتابوں میں مختلف الفاظ میں متعدد جگہ موجود ہے
اس میں حضور نے اپنا نام رکھنے کی اجازت دی ہے اور اپنی کنیت سے منع
فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کو ابو القاسم کنیت سے یاد کرنے کی دو وجوہات
بیان کی گئیں ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے کا نام قاسم تھا
اس اعتبار سے آپ کو ابو القاسم (حضرت قاسم کے والد) کہا جاتا ہے اور دوسری
وجہ وہ ہے جو مندرجہ بالا حدیث میں بیان کی گئی ہے اور یہی وجہ حضور نے
بیان فرمائی ہے کہ میں قاسم ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات وعنایات
مخلوق میں تقسیم کرتا ہوں۔

پچھلے صفحات پر بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے
خزانوں کے مالک ہیں اور زیر نظر حدیث میں ان خزائن اللہ کے تقسیم کا بیان ہے
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام خزانوں کا مالک ومختار بنا کر ان میں تصرف
کرنے کا اختیار دیا ہے حضور جس کو چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اور جو چاہتے
ہیں عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں یہی ارشاد مزید وضاحت کے
ساتھ اس طرح منقول ہے:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔	میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا چیز تقسیم فرماتے ہیں؟ ہر وہ چیز جو اللہ دیتا ہے
بلکہ جو چیز اور نعمت خالق یکتا سے مخلوق کو ملتی ہے وہ آپ ہی کے دستِ کرم

ے تقسیم ہو گی چنانچہ ائمہ کرام اور بزرگان دین نے یہاں تک لکھا ہے کہ دنیا و
رت اور ظاہر و باطن میں، جسم و جان میں جو نعمت جو خوبی روز ازل سے ابدالآباد
ب جسے ملی اور مل رہی ہے اور آئندہ ملے گی ان سب میں واسطہ اور وسیلہ
نشاہ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ؎

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

قاسمِ جنّت

حدیث ۱۸ عَنْ رَبِیْعَۃَ ابْنِ کَعْبٍ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُ بِوَضُوْئِہٖ وَحَاجَتِہٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ
اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ اَوَغَیْرَ ذَالِکَ قُلْتُ ھُوَ
ذَاکَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ۔

ترجمہ: حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں
ت کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا ایک رات
میں نے آپ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی اور دوسری ضرورت کی اشیاء
پیش کیں تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔ ربیعہ! مانگو تو میں نے عرض کی یارسول اللہ!
میں آپ سے جنت میں آپ ہی کا قرب مانگتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اس کے
علاوہ اور بھی کچھ سوال کرو میں نے کہا بس یہی ایک تمنا ہے پھر حضور نے فرمایا

اپنی ذات کے لیے زیادہ سجدوں سے میری مدد کرنا۔ (صحیح مسلم)

یہ حدیث شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بے شمار خدا داد انعامات وعنایات کی تقسیم اور جود وسخا کا ایک واضح ثبوت ہے جن کا پہلے بیان گذر چکا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت نہایت ایمان افروز اور محبتِ رسول سے لبریز تبصرہ فرماتے ہوتے لکھتے ہیں

"اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک میں ہے۔ آپ اپنے رب کے حکم سے جس کو چاہیں جو چاہیں عطا کریں"۔

اس تصریح کے بعد عربی وفارسی کے دو شعر نقل کرتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری

بدرگاہش بیا ہر چہ خواہی آں تمنا کن

اے شاہِ کونین! دونوں جہاں آپ ہی کے جود وکرم کا نتیجہ ہیں۔ اور لوح قلم کا علم تو آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔ اگر دو جہاں کی بھلائی اور بہتری چاہتے تو آپ کی بارگاہ میں آؤ جو مانگو گے وہ ملے گا۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کے نیچے رقمطراز ہیں:

اللہ تعالٰے نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کے خزانوں سے جو چاہیں عطا کریں۔ اسی وجہ سے ائمہ کرام نے یہ چیز آپ کے خصائص میں شمار کی ہے کہ حضور جس کو چاہیں اور جو چاہیں عطا کریں بلکہ یہاں تک منقول ہے کہ اللہ تعالٰے نے جنت آپ کے سپرد کر دی ہے تاکہ آپ جس کو چاہیں جتنی چاہیں جنت عطا کریں۔"

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حدیث ۱۹: عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہٗ فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریوں کا ایک ریوڑ مانگا جو دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا تھا تو آپ نے وہ ریوڑ اس کو دے دیا وہ شخص اپنی قوم سے جا کر کہنے لگا۔ اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا ڈر نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم)

ارض وسما کی دولت قدموں میں ہے۔ فرش تا عرش زیرِ نگیں ہے۔ جن و انس، حور و ملک تابع فرمان ہیں اشارے سے چاند دو پارہ ہو جاتے اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آئے، انگلیوں سے چشمے بہا کر ڈیڑھ ہزار پیاسوں کی پیاس بجھا دی، چار سیر گندم سے ہزار مجاہدوں کا پیٹ بھر دیا، پیالہ بھر دودھ سے ستر صحابہ کو سیراب کر دیا۔ ایسی جلالت شان کا مالک ہونا پھر سب کچھ راہِ خدا میں لٹا دینا اپنے جود و کرم اور سخاوت سے دنیا بھر کو مالا مال کر دینا خود بھوکے رہنا اور دوسروں کو کھلانا ساری زندگی کے شب و روز اسی طرح بسر کر دینا صرف تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصّہ ہے۔

مندرجہ بالا حدیث آپ کے جود و کرم اور سخاوت کی ادنیٰ مثال ہے علماء کرام نے لکھا ہے کہ ان بکریوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ ایسی سخاوت فیاضی کی مثال تاریخ نہیں پیش کر سکتی حضور فرماتے ہیں اگر احد پہاڑ بھی میرے لیے سونا بن جائے تو میں اسے تین دن سے پہلے راہِ خدا میں تقسیم کر دوں اور بجز ادائے قرض کے اپنے پاس کچھ نہ رکھوں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں حضور کی سخاوت تمام لوگوں سے زیادہ تھی اور آپ بارش لانے والی بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر فیاض تھے حضرت جابر ابن عبداللہ فرماتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ہو اور آپ نے لا فرمایا ہو یعنی انکار کیا ہو۔ فرزدق نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

مَا قَالَ لَا اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِہٖ
لَوْ لَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُہٗ نَعَمْ

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(اعلیحضرتؒ)

نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حدیث ۲۰: عَنْ مُسْلِمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلاً اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَامَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ -

ترجمہ: حضرت مسلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو حضور نے فرمایا داتیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا میں داتیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا تو داتیں ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ چونکہ وہ شخص ازراہِ تکبّر بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں وہ دوبارہ کبھی دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (صحیح مسلم)

مذکورہ بالا ارشادِ نبوت اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ حضور مختارِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے مافوق الاسباب امور میں بھی تصرف کا

اختیار بخشا ہے اس لیے آپ باذن اللہ ان امور میں تصرف کے مختار و ماذون ہیں
قرآن حکیم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مقدس کو وحیِ خدا قرار دیا ہے جس طرح وحی ربانی برحق اور ایک نہ ٹلنے والی صداقت ہے۔ اسی طرح زبان مصطفٰے سے صادر ہونے والا کلام بھی ایک اٹل حقیقت ہے تیر اپنے نشانہ سے خطا ہو سکتا ہے مگر کلام مصطفٰے کبھی خطا نہیں ہو سکتا۔
مندرجہ بالا حدیث اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ حکم ابن العاص نے مختار کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا استہزاء و مذاق کرتے ہوتے اپنا منہ ٹیڑھا کیا آپ نے فرمایا جا تیرا منہ اسی طرح رہے گا۔ چنانچہ اس گستاخِ رسول کا منہ مرتے دم تک اسی طرح ٹیڑھا رہا۔ (سیرت ابن ہشام)
بخاری و مسلم میں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات و تصرفات کی مذکورہ تصریحات سے بھی واضح شہادت موجود ہے۔ چنانچہ بارگاہ خاتم الانبیاء کے جلیل القدر خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ایمان افروز حدیث کی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ مصطفوی میں بطور کاتب متعین تھا۔ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ اس پر نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جلال میں آکر یہ ارشاد صادر ہوا۔
اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُہٗ ۔ بے شک زمین اس کو قبول نہیں کرے گی۔
(صحیح بخاری و مسلم)
حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے ابو طلحہ نے بتایا کہ میں اس جگہ گیا جہاں

وہ مرتد مرا تھا گیا دیکھتا ہوں کہ اس کی لاش بے گور و کفن باہر پڑی ہے ۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لاش قبر سے باہر کیوں پڑی ہے تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے اس کو کئی بار گہری قبر کھود کر دفن کیا ہے لیکن زمین اس کو قبول نہیں کرتی اور باہر پھینک دیتی ہے ۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

علمِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء

دقیقہ دانِ عالم

حدیث [21] :- عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُقَامًا مَا تَرَکَ شَیْأً یَّکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ قَدْ عَلِمَہٗ اَصْحَابِیْ ھٰؤُلَآءِ وَاِنَّہٗ لَیَکُوْنُ مِنْہُ الشَّیْئُ قَدْ نَسِیْتُہٗ فَاَرَاہُ فَاَذْکُرُہٗ کَمَا یَذْکُرُ الرَّجُلُ وَجْہَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْہُ ثُمَّ اِذَا رَاٰہُ عَرَفَہٗ ۔

ترجمہ :- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک دن کھڑے ہوئے اور کوئی بات

نہ چھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر آپ نے وہ بتا دی۔ یاد رہیں یہ باتیں اس کو جس نے ان کو یاد رکھا اور بھول گئیں اس کو جس نے ان کو بھلا دیا۔ میرے یہ دوست اس کو جانتے ہیں اور کبھی ان باتوں میں سے کوئی بات وقوع پذیر ہوتی جو مجھے بھول گئی ہو تو مجھے یاد آجاتا ہے جیسے ایک انسان کو ایک ایسے آدمی کی صورت یاد آجاتی ہے جو ایک عرصہ جدا رہا پھر جب وہ نظر آتا تو فوراً پہچان لیتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اللہ تعالےٰ نے سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام موجوداتِ ارضی و سماوی کا اجمالی و تفصیلی علم عطا کیا ہے اور مندرجہ بالا حدیث جو حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم (رحمہما اللہ) کی روایت کردہ ہے حضور کے اس وسعتِ علمی کا ایک کھلا اور واضح ثبوت ہے۔ جب علیٰ کل شئی قدیر نے اپنے محبوبِ عربی کی نگاہوں سے تمام حجابات اٹھا کر تمام کائنات مثلِ کفِ دست سامنے رکھ دی ہے تو پھر دنیا کا وہ کون سا گوشہ، کائنات کا وہ کون سا خطّہ اور بحر و بر، زمین و آسمان کا وہ کون سا حصّہ ہے جو نگاہِ مصطفوی سے اوجھل ہے۔

یہ محض عقیدت و محبت و رسول کی وارفتگی میں ہی نہیں لکھ رہا بلکہ تربیت گاہِ نبوت کے پروردہ اور بزمِ رسالت کے فیض یافتہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے ہیں۔

مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور ہمیں اس

حال میں چھوڑا کوئی پرندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا مگر آپ نے ہمیں پہلے ہی اس کی خبر دے دی ۔" (مسند احمد)

ان ہی مذکورہ بالا دلائل وشواہد کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دانائے غیوب کل کہاجاتا ہے علماء اُمّت اور ائمہ شریعت نے اس ناقابل تردید حقیقت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ۔ جمع النہایہ میں علامہ شنوانی فرماتے ہیں کہ یہ وارد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس وقت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات نہیں دی جب تک کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں سکھا دیا ۔ ہے

اُمی و دقیقہ دانِ عالم

بے سایہ وسائبانِ عالم

دانائے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن

حدیث ۲۲ : عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ ۔

ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے ۔ پس آپ نے ابتداء خلق سے لے کر جنتیوں کے جنّت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل

ہونے تک کے سارے حالات و واقعات بتا دیئے۔ یہ یاد رہا جس نے اس کو یاد رکھا اور بھول گیا جس نے اس کو بھلا دیا۔ (صحیح بخاری)

یہ حدیث علم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا۔ کی عظمت اور آپ کے دانا تے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن ہونے کی روزِ روشن سے بھی واضح دلیل ہے یاد رہے یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ وہ بخاری جس کے متعلق علماء متقدمین ومتاخرین نے فیصلہ دیا ہے کہ صحیح بخاری قرآن حکیم کے بعد صحیح ترین کتاب ہے اس حدیث کو بغور پڑھیے اور پھر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و ادراک اور آپ کی ہمہ دانی کا اندازہ کیجیے۔ حضور نے ایک ہی دن ایک ہی نشست میں روزِ ازل سے ابدالاباد تک کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔ مرقاۃ میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نبی اور نبوت کے معنی پر تبصرہ کرتے ہوتے لکھتے ہیں۔

اَلنُّبُوَّۃُ هِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)	کہ نبوت کا معنی ہی غیب کی خبر دینا ہے۔

یعنی نبی کہتے ہی اس اولوالعزم ہستی کو ہیں جس کی نگاہِ نبوت فرشِ زمین سے عرشِ بریں تک پہنچے۔ جو آسمان کی بلندیوں، زمین کی پستیوں، فضا کی وسعتوں اور سمندر کی گہرائیوں کا مشاہدہ کرے۔ نبی کہتے ہی اس ذات گرامی صفات کو ہیں جس کی چشمِ بصیرت کے سامنے ملاکوت وملک کے تمام غیب عیاں ہوں جس کے سامنے ابتداءِ خلق سے ابدالآباد تک تمام اسرار و رموزِ خفیہ کھلی کتاب کی مانند ہوں۔

تمام صحابہ کرام اور محققین عظام کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے ان سب امور کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اس حقیقت کی تائید و تصدیق صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ اس حدیث کا بلا کم و کاست لفظی ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ابوزید فرماتے ہیں ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اترے نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ فرما ہو کر غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ ابوزید کہتے ہیں (اس طویل خطبہ میں) حضور نے ہمیں مَا کَانَ جو کچھ پہلے ہو چکا تھا اور مَا ھُوَ کَائِنٌ اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس کی خبر دی ہم میں بڑا عالم وہ شخص ہے جس کو یہ خطبہ زیادہ یاد ہے۔

مجھ سے جو چاہو پوچھو

حدیث ۲۳ ہ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْئَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْئَلْ عَنْهُ فَوَاللهِ

لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِہٖ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا
قَالَ اَنَسٌ فَاَکْثَرَ النَّاسُ الْبُکَاءَ وَاَکْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ قَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ اَیْنَ
مُدْخَلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ
مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَبُوْکَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ اَکْثَرَ اَنْ
یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ قَالَ فَبَرَکَ عُمَرُ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَقَالَ
رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا قَالَ فَسَکَتَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ حِیْنَ قَالَ عُمَرُ ذَالِکَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ
الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِیْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّیْ فَلَمْ
اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما ہوئے آپ نے قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا قیامت سے پہلے بہت سے عظیم واقعات رونما ہوں گے پھر حضور نے فرمایا جو شخص کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے وہ سوال کرے اللہ کی قسم، جب تک میں اس جگہ کھڑا ہوں مجھ سے جو سوال کرو گے میں بتاؤں گا حضرت انس کہتے ہیں یہ سن کر تمام لوگ رونے لگے اور رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ مجھ سے سوال کرو۔ حضرت انس کہتے ہیں ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ پھر عبد اللہ ابن خذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں پھر حضور بار بار فرمانے لگے مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے دوزانو بیٹھے اور یہ پڑھا: رَضِیْنَا بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔ حضرت عمر کے یہ فرمانے پر حضور خاموش ہو گئے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے ابھی ابھی نماز کی حالت میں اس دیوار کے سامنے جنت و دوزخ دکھائی گئی ہے اور میں نے آج کی طرح خیر و شر کا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری)

صحیح بخاری کتاب التفسیر میں یہ حدیث آیت لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ۔ کے تحت وارد ہے آیت میں مسلمانوں کو حضور علیہ السلام سے بے جا سوالات سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے سوالات آپ کی طبیعت پر گراں گزرتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور بعض دفعہ اس قسم کے سوال پر خاموش ہو جاتے اور کوئی جواب نہیں دیتے تھے جس سے منافقین کو حرف گیری اور آپ کے علم پر اعتراض کا موقع مل جاتا۔ بنابریں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کچھ لوگوں نے

بکثرت سوال کیے تو آپ جلال میں آکر منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور مذکورہ ارشاداتِ نبوت صادر فرمائے۔

صحیح بخاری میں ہی یہ حدیث ایک دوسری جگہ اس طرح ہے کہ جب بعض حضرات آپ سے باربار سوال کرنے لگے تو آپ جوش میں آ گئے اور فرمایا سَلُوْنِی عَمَّا شِئْتُمْ۔ مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ ایک شخص نے اٹھ کر پوچھا۔ میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذیفہ ہے ایک اور آدمی نے عرض کیا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ شیبہ کا غلام سالم ہے۔

غور کیجیے علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت اور ہمہ گیری، جنتی اور دوزخی ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق انسان کے خاتمہ زندگی سے ہے اسی طرح حقیقی والد کی نشاندہی والدہ کے سوا کوئی انسان نہیں کر سکتا مگر حضور علیہ السلام اپنے وسیع خداداد علم نبوت کی روشنی میں ان تمام مخفی امور اور چھپے بھیدوں سے پردہ اٹھا دیتے ہیں۔

پھر آپ کی نگاہِ نبوّت اور پیغمبرانہ بصارت کی عظمت دیکھیے۔ جنّت سات آسمانوں سے اوپر واقع ہے اور دوزخ سب زمینوں کی تہہ میں ہے مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس قدر تیز اور بلند نگاہ بخشی ہے کہ آپ مسجدِ نبوی میں کھڑے بیک نگاہ جنت و دوزخ کے مختلف مناظر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

سرِ عرش پہ ہے تیری گذر دلِ فرش پہ ہے تیری نظر
ملاکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہ ہو

نظر کی پرواز تو بہت بلند ہے اگر سامنے کوئی پردہ حائل نہ ہو تو مادّی تھا کی نظر کئی میلوں کا احاطہ کر لیتی ہے تو نگاہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواز اور رسائی کہاں تک ہو گی۔ اس کا تو کوئی فردِ بشر اندازہ ہی نہیں کرسکتا جب کہ نگاہِ مصطفٰے کے سامنے بالا و پست ایک ہے پس و پیش یکساں ہیں کوئی حجاب کوئی اوٹ درمیان میں حائل نہیں ہو سکتی۔ نگاہِ مصطفٰے جس طرح نزدیک والوں کو دیکھتی ہے اسی طرح دور والوں کو بھی ملاحظہ فرماتی ہے آپ جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے والوں کو ملاحظہ فرماتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم ہیں کہ حضور علیہ السلام جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے تھے اسی طرح آپ پیچھے والوں کو بھی دیکھتے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جماعت کی تکبیر ہو چکی تھی کہ دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف رُخِ انور پھیر کر فرمایا صفوں کو سیدھا رکھو اور باہم خوب مل کر رہو۔

فَاِنِّی اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ — بلاشبہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

بخاری و مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا رکوع اور سجود پوری طرح ادا کیا کرو۔ اللہ کی قسم میں تمہیں اپنی پشت کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث میں آپ نگاہ مصطفوی کی ہمہ گیر وسعت کی چند جھلکیاں دیکھ چکے ہیں۔ اب آپ کے خداداد تصرف واختیار کی بھی ایک ایمان افروز حدیث ملاحظہ کیجیے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین مدینہ منورہ میں نماز خسوف پڑھا رہے ہیں کہ اثنائے نماز میں نگاہِ نبوت فضائے ارضی کے سینکڑوں کثیف حجابات اور آسمان کے صدہا لطیف حجابات کو چیرتی ہوئی جنت کا مشاہدہ فرماتی ہے اور ساتھ ہی آپ کا یدُ اللہ صفت ہاتھ اٹھتا ہے اور ستر سال کی مسافت پر دور باغِ بہشت کے ایک خوشہ انگور کو پکڑ لیتا ہے، صحابہ کرام کی قدسی جماعت دست بستہ قبلہ رو یہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہی ہے۔ چنانچہ راوی حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو نماز کی حالت میں ہاتھ اٹھا کر کوئی چیز پکڑتے دیکھا اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ روک لیا تو شہنشاہ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَنَّۃَ فَتَنَاوَلْتُ	بے شک میں نے جنت کو دیکھا
عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُہٗ لَاَکَلْتُمْ	اور اس کا ایک خوشہ پکڑ لیا اگر

مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا۔ (بخاری ومسلم)

میں اس کو توڑ لاتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

ایک دن پہلے بتا دیا

حدیث ۲۴: عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَقَامَ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُّخِیْضَھَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاھَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَّضْرِبَ اَکْبَادَھَا اِلٰی بَرْکِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَیَضَعُ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ھٰھُنَا وَھٰھُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُھُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے حملہ آور ہونے کی خبر ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کا مقابلہ کرنے کے لیے صحابہ سے) مشورہ طلب کیا تو سعد ابن عبادہؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم

اس میں کود جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برکِ غماد تک چڑھائی کرنے کا حکم دیں تو ہم ایسا ہی کر گذریں گے حضرت انس کہتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور چل پڑے یہاں تک میدان بدر میں جا ٹھہرے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے اور آپ زمین پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور اس جگہ فلاں کافر مرے گا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کافر بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ سے ہٹ کر نہ مرا۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں غزوۂ بدر کا ذکر ہے جو دو ہجری میں واقع ہوئی مشرکین مکہ ایک ہزار فوج سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے۔ حضور علیہ السّلام بھی تین سو تیرہ سرفروشانِ حق کی مٹھی بھر جماعت لے کر میدانِ بدر میں جا اترے۔ جنگ سے ایک دن پہلے حضور نے میدان جنگ کا معائنہ فرمایا اور اپنے خداداد علم نبوت کی روشنی میں کل رونما ہونے والے واقعات وحالات سے مجاہدین اسلام کو آگاہ فرمایا کہ انشا اللہ کل یہاں کافر مرے گا اور اس جگہ فلاں کافر کی لاش گرے گی۔

دوسرا دن آیا حق وباطل کی پہلی اور فیصلہ کُن لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ شمع رسالت کے پروانوں نے نہایت بے سروسامانی کی حالت میں جانبازی اور سرفروشی کی جو بے مثال اور لافانی روایات قائم کیں تاریخ اس کی نظیر

پیش کرنے سے قاصر ہے. نتیجۃً دشمنان اسلام کو بہزار ذلت و رسوائی شکست ہوئی.

حضرت انس فرماتے ہیں پھر ہم نے حضور کی ہمہ دانی کی صداقت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا. ایک دن پہلے آپ نے جس جس کافر کے مرنے کی جو جگہ آپ دستِ مبارک سے نشان لگا کر بتائی تھی وہ کافر اسی جگہ مرا پڑا تھا.

نگاہِ نبوّت

حدیث ۲۵ : عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْدًا وَجَعْفَرَ وَابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرُ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ یَعْنِیْ خَالِدَ ابْنِ وَلِیْدٍ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حضرت زید حضرت جعفر اور ابن رواحہ کے شہید ہونے کی اطلاع میدانِ جنگ سے خبر آنے سے پہلے ہی دے دی. آپ نے فرمایا پہلے جھنڈا حضرت زید نے اٹھایا اور لڑتے ہوئے شہید ہو

گئے پھر پرچم اسلام حضرت جعفر نے اٹھایا وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔
اس کے بعد پرچم اسلام حضرت ابن رواحہ نے اٹھایا تو وہ بھی کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے حضور یہ بتا رہے تھے اور آپ کی چشمانِ مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے یہاں تک کہ پرچم اسلام اللہ تعالیٰ کی تلوار یعنی حضرت خالد بن ولید نے اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح دی۔ (صحیح بخاری)

مندرجہ بالا حدیث میں جنگِ موتہ کا ذکر ہے جو ملک شام میں لڑی گئی۔ ملاحظہ کیجیے۔ شاہِ ہر دوسرا مدینہ منورہ میں بیٹھے کوسوں دور ملک شام میں میدانِ جنگ کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی نظروں سے تمام پردوں کو ہٹا دیا ہے۔ آپ اس خداداد قوت بصارت سے تحت الثریٰ سے عرش علیٰ تک دور و نزدیک کو یکساں ملاحظہ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر وسیع علم و ادراک کی نعمت سے نوازا ہو کیا اس سے کائنات کا کوئی گوشہ اوجھل رہ سکتا ہے

کتب احادیث گواہ ہیں کہ سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہم پر لشکر روانہ کرنے سے پہلے ہی اجمالی طور پر آئندہ رونما ہونے والے حالات کا نقشہ دکھا دیا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت زید سپہ سالار لشکر اسلام شہید ہو جائیں تو پرچم اسلام حضرت جعفر اٹھا لیں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو پرچم حضرت ابن رواحہ تھام لیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس پر متفق ہو جائیں اس کو امیر لشکر بنا لینا۔ وہی نقشہ

سامنے آیا جس کی تفصیل آپ نے پہلے ہی بتا دی تھی۔

پھر عین اس وقت جب شام میں لشکر اسلام مصروف جنگ تھا حضور منبر پر جلوہ فرما ہوتے نگاہِ نبوت میلوں دور سینکڑوں حجابات کو چیرتی ہوئی میدانِ جنگ کو دیکھ لیتی ہے۔ حضور نے جنگ کی صورت حال سے صحابہ کرام کو آگاہ کرتے ہوتے فرمایا۔ لشکر اسلام کے تینوں امیر یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے ہیں اور اب پرچم اسلام حضرت خالد بن ولید نے اٹھایا ہے اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی ہے

مشرق و مغرب کا مشاہدہ

حدیث ۳۶ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَأُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّيْ سَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّيْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَإِنِّيْ أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَّا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَّا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا حَتّٰى

يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سمیٹ کر میرے سامنے رکھ دی۔ پس میں نے اس کے تمام مشرق و مغرب کو دیکھا اور یقیناً میری اُمّت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک مجھے دکھایا گیا ہے اور مجھے سُرخ اور سفید رنگ کے دو خزانے عطا کئے گئے ہیں میں نے اپنی امت کے لیے اپنے پروردگار سے یہ دعا مانگی کہ وہ اسے قحط سے ہلاک نہ کرے اور نہ ہی اس پر کوئی بیرونی دشمن مسلط کرے جو اس کو تباہ کر دے تو میرے رب نے فرمایا اے محمد! (علیہ السلام) جب میں کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور میں نے تمہیں تمہاری اُمّت کے لیے یہ عطا کیا ہے کہ میں اس کو قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ہی اس پر اپنوں کے سوا کسی دوسرے دشمن کو مسلط کروں گا جو اس کو تباہ کر دے اگرچہ ساری دنیا کے کافر ہی، اس کے خلاف کیوں نہ نکل آئیں لیکن تمہاری امت آپس میں قتل و غارت کرے گی اور ایک دوسرے کو قید میں ڈالے گی۔ (صحیح مسلم)

علم مُصطفےٰ کی وسعت کو خُدا جانتا ہے یا پھر مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء جانتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کرایا ہے ہمیں اس قدر علم ہے کہ ارض و سما اور ملاکوت و ملک میں کوئی ایسی

چیز نہیں جو اللہ تعالٰے نے اپنے محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سکھائی ہو۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب المساجد میں حضرت عبدالرحمٰن ابن عائش سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ تو اللہ تعالٰے نے پوچھا اے حبیب! اس وقت ملاِ اعلیٰ کے فرشتے کس مسئلے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی الٰہی تو ہی بہتر جانتا ہے مجھے علم نہیں پھر اللہ تعالٰے نے اپنا دستِ مبارک میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میرے دل میں محسوس ہوئی پس دستِ قدرت کے فیضان سے

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ مجھے زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔

ایک شُبہ کا ازالہ

مذکورہ تصریحات سے بعض دلوں میں یہ شکوک پیدا ہوتے ہیں کہ اس طرح تو علم خدا اور علم مصطفٰے میں برابری ظاہر ہوتی ہے جو شرک جیسے ظلم عظیم کے مترادف ہے یہ خیال دراصل توحید ربانی کی حقیقی رُوح اور اوصاف خداوندی سے لاعلمی کے باعث پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کا علم غیر محدود اور ذاتی ہے ابتدا اور انتہا کے عیوب سے پاک ہے اس کے برعکس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم اللہ کا سکھایا ہوا ہے اور دائرہ عرش و فرش میں محدود ہے مزید برآں علمِ مصطفٰے کو اتنی عظیم وسعت کے باوجود اللہ کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں جو ایک قطرہ کو دریا سے ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کو عالم ما

کان وما یکون تسلیم کرنے سے علم خدا اور علم مصطفٰے میں برابری اور مساوات کی قطعاً کوئی بھی نسبت پیدا نہیں ہوتی اور نص قرآنی اور احادیث نبوی اس حقیقت پر گواہ ہیں۔ ؎

تو دانائے ما کان اور ما یکون ہے
مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں

چشم تو بنیدہ ما فی الصدور

حدیث ۲۷: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُنَیْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهٗ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ یَرْتَابُ فَبَیْنَا هُوَ عَلٰی ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰی بِیَدِهٖ اِلٰی كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِیْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ

فَلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤمِنٌ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں حاضر تھے۔ آپ نے ایک شخص کے متعلق جو اسلام کا دعوٰی کرتا تھا فرمایا کہ وہ دوزخی ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخموں سے چور ہو گیا ایک آدمی نے آکر عرض کی یا رسول اللہ! دیکھئے آپ نے جس شخص کو دوزخی بتایا تھا وہ تو اللہ کی راہ میں بڑی بے جگری سے لڑ رہا ہے اور اس کو بکثرت زخم بھی آئے ہیں حضور نے فرمایا بہر حال وہ شخص دوزخی ہے قریب ہی تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جاتے کہ اتنے میں وہ شخص زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے ہی ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی یہ منظر دیکھ کر لوگ بھاگم بھاگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالےٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا ہے اس شخص نے خودکشی کر لی ہے یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول برحق ہوں۔ اے بلال اٹھو اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی جائے گا اور بیشک

اللہ تعالےٰ اس دین اسلام کی تائید و نصرت فاجر آدمی سے بھی کرائے گا۔

(صحیح بخاری)

زیرِ نظر حدیث امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے دانائے کل ہونے کی ایک واضح اور روشن دلیل ہے کیونکہ جنتی اور دوزخی ہونے کا دارومدار موت اور خاتمہ زندگی پر ہے اس لیے کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے کی وہی خبر دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے روزِ ازل سے ابدالآباد تک کا تمام اجمالی اور تفصیلی جزوی اور کلی علم عطا کیا ہو جو بدءِ الخلق سے دوزخ اور جنت میں داخل ہونے تک کے جملہ حالات واقعات سے آگاہ ہو اور یہ مقام اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی مرحمت فرمایا ہے جو ؎

از رموزِ جزو و کل آگاہ بود — درجہاں قائم بامر اللہ بود

ملاحظہ کیجیے سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی وسعت و عظمت کا وہ شخص جو غزوہ حنین جیسے عظیم الشان معرکہ میں دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے بڑی جرأت بہادری سے لڑتے ہوئے مجاہدین اسلام سے دادِ شجاعت لے رہا ہے اس کی شہادت کے آثار یقینی نظر آرہے ہیں صحابہ کرام اس کو مجاہدین کی صفوں میں دیکھ رہے ہیں اور چند لمحوں بعد اس کے جنت سدھارنے پر یقین کیے ہوئے ہیں لیکن نگاہِ مصطفوی اس کو دوزخ کی پستیوں میں دیکھ رہی ہے کیونکہ نگاہِ صحابہ اس کے حسنِ کردار پر تھی اور نگاہِ مصطفےٰ اس کے خاتمہ پر تھی۔

حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے ایک انصاری صحابی کو شہید کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ خبر سن کر مسکراتے تو صحابہ کرام نے اس بے محل خوشی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں اس لیے مسکرا رہا ہوں کہ قاتل اور مقتول جنت کے ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد عکرمہ مسلمان ہو کر شرف صحابیت سے مشرف ہو گیا۔

اے فروغت صبح اعصار و دہور

چشم تو بنندہ ما فی الصدور

حضرت عمّار کی شہادت

حدیث ۲۸: عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِیْنَ یَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ یَمْسَحُ رَاْسَہٗ وَیَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَیَّۃَ تَقْتُلُکَ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ۔

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا جب کہ وہ خندق کھود رہے تھے حضور ان کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرماتے تھے اے سمیہ کے بیٹے! تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

(صحیح مسلم)

یاد رہے غزوہ خندق ۵ھ میں واقع ہوا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ نے جنگِ صفین میں شہادت پائی اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ۳۲ سال بعد ہونے والے ایک واقعہ کی اطلاع دی۔ جو آپ کے بتعلیم خداوندی دانائے غیوب ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کے اس ارشادِ گرامی پر اس قدر کامل یقین اور ایمان تھا کہ ایک مرتبہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کی بیوی اپنے شوہر کی زندگی سے مایوس ہو کر رونے لگی تو آپ نے فرمایا غم نہ کرو میں اس بیماری سے ہرگز نہیں مروں گا۔ میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ

"اے عمار! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، اور دنیا کی تیری آخری خوراک دودھ ہوگا"

چنانچہ ایسا ہی ہوا اس خوشخبری کے ۳۲ سال بعد جنگ صفین میں حضرت عمار کو باغیوں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو شہید کرنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ دیا۔ حضرت عمار وہ دودھ پی کر مسکرائے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا تھا کہ میری دنیا کی آخری خوراک دودھ ہوگی۔ اب دیکھو! مجھے حضور کے فرمان کے مطابق دودھ پلایا جا رہا ہے اس کے بعد باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

بس اک اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہی
نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت

حدیث ۲۹ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرٰی فَلَا یَكُوْنُ كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَقَیْصَرُ لَیَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا یَكُوْنُ قَیْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَسَمّٰی الْحَرْبَ خُدْعَةً۔

ترجمہ ، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگیا پس اس کے بعد اور کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہو گا اور تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کروگے اور آپ نے جنگ کو ایک فریب سے تعبیر کیا ۔ (بخاری و مسلم)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی ہلاکت اور ان کی حکومتوں کی تباہی و بربادی کا اس وقت اعلان فرمایا جب قیصر و کسریٰ کی حکمرانی کا سکہ ساری دنیا پر رائج تھا اور باقی تمام چھوٹے ملکوں پر ان کی بالادستی اور اجارہ داری قائم تھی ۔ کسی بڑے سے بڑے ملک کو بھی ان کے

سامنے مجال دم زدن نہ تھی۔

پھر اس قدر عظیم طاقت و قوت کی مالک حکومتوں کی تباہی و بربادی کا بظاہر کوئی سامان و امکان بھی نہ تھا لیکن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی صداقت و حقانیت آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہٗ کے زمانۂ خلافت میں فرزندانِ اسلام کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ اور ان کی حکومتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں۔

خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمہ دانی اور علم نبوت کی ہمہ گیری ملاحظہ کیجیے۔ آپ نے صرف قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی ہی خبر نہ دی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ قیصر ہلاک ہو جائے گا اور اس کے بعد دوسرا کوئی قیصر نہ ہوگا اور کسریٰ کی ہلاکت کے بعد بھی کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا۔

آج دیکھ لیجیے کسریٰ کی موت کے بعد ایران میں پھر کوئی دوسرا کسریٰ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی قیصر کی موت کے بعد دنیا میں کوئی دوسرا قیصر برسر اقتدار ہوا اور نہ ہی قیامت تک ہوگا۔

صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث کو بنظر ایمان پڑھیے اور پھر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی عظمت و جلالت کا اندازہ کیجیے۔

عالمِ برزخ نگاہِ مصطفیٰ میں

حدیث ۳۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُهٗ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهُمَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبِسَا -

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور ان کو عذاب کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا، بلکہ ایک معمولی گناہ پر ہو رہا ہے ایک شخص تو اپنے بدن کو پیشاب سے محفوظ نہیں رکھتا تھا اور دوسرا آدمی لوگوں کی چغلی کرتا تھا پھر حضور نے ایک سر سبز شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے اور ان کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں سر سبز رہیں گی ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح بخاری)

پچھلے صفحات پر صحاح ستہ کی نو احادیث سے علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وسعت کا بیان گذر چکا ہے اسی عنوان کی یہ حدیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عالم برزخ کا بھی کامل علم و عرفان بخشا ہے فی الحقیقت جس طرح حضور کی نبوّت و رسالت ہر موجود و مخلوق کے لیے نصِ قرانی سے ثابت ہے۔ اسی طرح آپ کو تعلیم اللہ ہر موجود و مخلوق کا علم بھی حاصل ہے۔

مندرجہ بالا حدیث پڑھیئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیغمبرانہ بصارت کی جلالتِ شان دیکھیئے۔ نگاہِ مصطفےٰ منوں مٹی کے کثیف حجابات سے گذرتی ہوئی عذاب قبر کے ہولناک منظر کو دیکھ لیتی ہے۔ پھر آپ کے علم و ادراک کی باریک بینی اور ہمہ گیری کا اندازہ کیجیئے کہ آپ نے صرف عذاب کا ہی مشاہدہ نہیں فرمایا بلکہ آپ بتعلیم الٰہی یہ بھی جانتے تھے کہ ان کو عذاب کس گناہ کے پاداش ہو رہا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ" اور پھر تفصیل سے بتا دیا کہ ایک قبر والا چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے اپنے بدن اور لباس کو محفوظ نہیں رکھتا تھا۔

الغرض اتنی تفصیل سے وہی بتا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم الاوّلین و الآخرین عطا کیا ہو اور جس کے علم و ادراک کا یہ مقام ہو۔ کیا اس کے علم و عرفان میں کوئی خامی اور تشنگی رہ سکتی ہے؟

اعجازِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حدیث ۳۱: عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَھْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر دکھایا یہاں تک کہ حرا پہاڑ چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

شقِ قمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ایک عدیم المثال معجزہ ہے جو ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوا۔ کفارِ مکہ نے رات کے وقت حضور سے کوئی آسمانی معجزہ طلب کیا آپ نے دعا مانگی۔ انگشت مبارک سے چودھویں رات کے چاند کو اشارہ کیا تو چاند اسی وقت درمیان سے پھٹ گیا۔ ؎

دو لختِ قمر کرد ز انگشت شہادت   بیں بر فلک دبدبۂ شانِ محمد

جس طرح عمار محمدی اور تصرفات مصطفوی سے چودھویں کا چاند دوٹکڑے ہوا اسی طرح ڈوبا ہوا سورج بھی آپ کے معجزہ سے دوبارہ نکل آیا۔ چنانچہ قاضی عیاض الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی میں اور امام سیوطی خصائص کبریٰ میں حضرت اسما بنت عمیسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مقام صہبا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کی گود میں سر مبارک رکھے سو رہے تھے آپ نماز عصر پڑھ چکے تھے اور حضرت علی نے ابھی نماز پڑھنی تھی۔ نماز کا وقت جا رہا تھا لیکن حضرت علی نے بپاس ادب آپ کو نہ جگایا اتنے میں سورج ڈوب گیا حضور جب بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت علی کو مغموم دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میری نماز عصر قضا ہو گئی ہے یہ سن کر حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِىْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَتِ نَبِيِّكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ۔ (شفا)

الٰہی! یہ علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت و خدمت میں حاضر تھا پس تو اس پر سورج لوٹا دے۔

حضرت اسما فرماتی ہیں میں نے خود دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ مغرب سے طلوع ہو کر وقت عصر پر آٹھہرا اور اس کی دھوپ اور شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں پر چمکنے لگیں" جس طرح آپ کی انگشت مبارک کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوبا سورج پلٹ آیا اسی طرح شب معراج کے دوسرے دن آپ کی دعا سے اللہ نے سورج کو ٹھہرا دیا اس روایت کو

ی نے بطریق ارسال اور طبرانی نے معجم اوسط میں بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے۔

ہاتھ اٹھتے ہی ابرِ رحمت چھا گیا

حدیث ۳۲: عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ فَرَفَعَ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے جمعہ کے روز حضور علیہ السلام منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! قحط سے مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور اہل وعیال بھوک میں مبتلا ہیں۔ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا مانگئے تو حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے حضرت انس کہتے ہیں ہمیں اس وقت آسمان پر کہیں بادل نظر نہیں آتا تھا خدا کی قسم حضور نے ابھی دعا ختم کر کے ہاتھ نیچے بھی نہیں رکھے تھے کہ آسمان پر سیاہ بادل پہاڑوں کی مانند اگر برسنے لگے جب حضور منبر سے اترے تو میں نے بارش کا پانی آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتا دیکھا۔ بارش اس دن بھی برستی رہی دوسرے اور تیسرے دن بھی حتیٰ کہ آئندہ جمعہ تک متواتر بارش ہوتی رہی۔ (حضور جب خطبہ فرمانے کے لیے منبر پر بیٹھے) تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اب تو بارش کی فراوانی سے مکان گرنے لگے اور مویشی ڈوبنے لگے ہیں آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا مانگئے۔ حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا فرمائی۔ اے اللہ! اب بارش ہمارے گردونواح پر برسا ہم پر نہ برسا اور آپ بادل کو ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے حضور جس طرف بھی انگلی کا اشارہ فرماتے اس طرف سے بادل پھٹ جاتا اور مدینہ منورہ پر سے آسمان بالکل صاف ہو گیا اور گردونواح پر بادل برسنے لگا اور باہر سے مدینہ منورہ میں جو شخص بھی آیا اس نے بارش کی فراوانی کی خبر سنائی۔

(صحیح بخاری و مسلم)

ملاحظہ کیجیے! بارش کے لیے حبیب مصطفیٰ کے ہاتھ اٹھتے ہی آسمان پر
یاہ بادل چھا کر برسنے لگے اور ایک ہفتہ برستے ہی رہے۔ پھر وہی ہاتھ اٹھے
جس طرف آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا اس طرف سے بادل پھٹ جاتا۔ اب
مدینہ منورہ کا عجیب منظر ہے دیارِ حبیب پر سے آسمان بالکل صاف ہے اور
گردونواح پر بارش ہو رہی ہے۔

دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث ۳۳: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ
وَهِیَ مُشْرِکَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَکْرَهُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَاَنَا اَبْکِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ اُدْعُ اللهَ اَنْ یَّهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَی الْبَابِ فَاِذَا هُوَ
مُجَافٌ نَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَکَانَكَ یَا
اَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ
وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْکِیْ مِنَ

انفرحِ محمّدَ اللہُ وَقالَ خیراً۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھی اور میں انہیں مسلمان ہونے کی دعوت دیتا رہتا تھا حسبِ عادت ایک دن میں نے اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کا کہا تو والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے جس سے مجھے بڑا صدمہ ہوا اور میں روتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسُول اللہ! دعا فرما دَ اللہ تعالےٰ میری والدہ کو ہدایت عطا کرے تو آپ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے"۔ ابوہریرہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا سُن کر خوشی خوشی باہر آیا۔ جب میں گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے۔ میری والدہ نے قدموں کی آہٹ سُن کر ابوہریرہ باہر ہی کھڑا رہ اور پھر مجھے پانی گرنے کی آواز سنائی دی۔ میری والدہ نے غسل کیا اور کپڑے پہنے اور بڑی جلدی سے دروازہ کھول کر کہا ابوہریرہ! اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ میں اسی وقت فرطِ مسرت سے روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو والدہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری سنائی تو حضور نے اللہ کی حمد فرمائی اور مجھے دعائیں دیں۔ (صحیح مسلم)

دعا کی قبولیت اور اس کے اثرات کا اس قدر عجلت اور جلدی سے ظاہر ہونا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا اعجاز ہے۔ مندرجہ بالا

حدیث اور اس سے پچھلی حدیث اسی اعجاز مصطفوی کی آئینہ دار ہیں ادھر مصطفےٰ کے ہاتھ اٹھے ادھر قبولیت نے گلے لگایا۔

اجابت نے جھک کے گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اکیس کھجوریں اور پچیس سال

حدیث ۳۴: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فِیْهِنَّ بِالْبَرَکَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْهِنَّ بِالْبَرَکَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فِیْ مِزْوَدِكَ کُلَّمَا اَرَدْتَّ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْهِ یَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَالِكَ التَّمْرِ کَذَا وَکَذَا مِنْ وَسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَکُنَّا نَاْکُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَکَانَ لَا یُفَارِقُ حَقْوِیْ حَتّٰی کَانَ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ فَاِنَّهُ انْقَطَعَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں میں تھوڑی سی کھجوریں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ ان کھجوروں میں برکت

پیدا کر دے تو آپ نے ان کھجوروں کو ملایا پھر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا لے ان کھجوروں کو اپنے تھیلے میں ڈال دے جب تجھے کھجوروں کی ضرورت پڑے تو تھیلے میں ہاتھ ڈال کر نکال لینا او را س کو الٹا کر کے ہر گز نہ جھاڑنا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اس تھیلے سے کئی من کھجوریں اللہ کی راہ میں خیرات کیں۔ ہم خود بھی اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے مہمانوں کو بھی کھلاتے رہے اور میں بھی تھیلا ہمیشہ اپنی کمر سے باندھے رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے روز وہ کہیں گم ہو گیا۔

(ترمذی)

محدثین عظام نے لکھا ہے کہ ان کھجوروں کی تعداد اکیس تھی لیکن امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے تصرف و اعجاز سے ان اکیس کھجوروں میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ تقریباً پچیس سال تک اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے اور کھلاتے رہے اور منوں کی تعداد میں فی سبیل اللہ تقسیم بھی کیں لیکن تھیلے سے کھجوریں کم نہ ہوئیں آخر شہادت عثمان غنی کے دن وہ تھیلا گم ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ اس پر شدتِ غم میں روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے۔ ؎

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيْ هَمَّانِ بَيْنَهُمْ
هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُثْمَانَا

آج لوگوں کو صرف ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک تھیلے کے گم

ہونے کا غم اور دوسرا شہادتِ عثمان غنی کا غم۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و اعجاز سے قلیل طعام کا زیادہ ہو جانا ایک کثیر الوقوع معجزہ ہے۔ غزوہ خندق میں صرف چار سیر آٹے اور اتنے ہی گوشت سے ایک ہزار صحابہ کرام شکم سیر ہو گئے مگر کھانا ذرا بھی کم نہیں ہوا ایک پیالہ دودھ سے ستر صحابہ سیراب ہو گئے مگر پیالہ اسی طرح لبالب بھرا رہا۔ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ اسی اعجاز مصطفوی کے متعلق نغمہ سرا ہیں۔ ؎

کیوں جناب بوہریرۃ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

قطرے سے دریا کر دیا

حدیث ۳۵: عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرِبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ

كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حدیبیہ کے دن لوگوں کو سخت پیاس لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک لوٹا پانی کا تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے تو سب لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کی ہمارے پاس کوئی پانی نہیں کہ ہم اس سے وضو کریں، اور پئیں صرف یہی پانی ہے جو آپ کے لوٹا میں ہے یہ سن کر حضور علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک لوٹا میں رکھا تو آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی چشموں کی طرح پھوٹ کر نکلنے لگا۔ حضرت جابر کہتے ہیں ہم سب نے خوب پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ کسی نے جابر سے پوچھا اس وقت تمہاری کتنی تعداد تھی؟ آپ نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کے لیے کافی ہوتا لیکن ہم اس وقت صرف پندرہ سو آدمی تھے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

مندرجہ بالا معجزہ نبع الماء بھی حضور شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے متعدد مقامات پر متعدد بار ظاہر ہوا ہے یہ معجزہ دیگر تمام معجزوں سے ایک عدیم المثال عجیب اور نرالا معجزہ ہے۔ اور رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی سے اس کا ظہور نہیں ہوا کیونکہ پانی کا چشمہ انسانی بدن سے نہیں نکلتا بلکہ ہمیشہ زمین پہاڑ اور پتھروں کے درمیان سے ہی نکلتا ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دکھائے جو بلاشبہ اپنی جگہ پر ایک بہت بڑا کمال ہے مگر ہاتھ سے پانی کے چشمے بہا کر ہزاروں افراد کی پیاس بجھانا پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ہی اعجاز اور کمال ہے۔ غور کیجیے ساقیٔ کوثر کے گرد پیاسوں کا ہجوم ہے اور آپ کے دستِ مبارک سے پانی چشموں کی طرح ابل ابل کر بہہ رہا ہے اور متوالے قلب و نظر اور جسم و جان کی پیاس بجھا رہے ہیں پھر حضرت جابر پوچھنے والے کو کیسا ایمان افروز جواب دیتے ہیں کہ اس دن تو صرف ڈیڑھ ہزار تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو مالکِ کوثر سب کی پیاس بجھا دیتے۔ کیونکہ

؎ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُرِ بے بہا دیتے ہیں

؎ آگئے جب موج میں قطرے سے دریا کر دیا
پڑ گئی جب پر نظر بندے سے مولیٰ کر دیا

ٹوٹی ہڈی جڑ گئی

حدیث ۳۶ : عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عَتِیْکٍ بَیْتَہٗ لَیْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَہٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عَتِیْکٍ فَوَضَعْتُ السَّیْفَ فِیْ بَطْنِہٖ حَتّٰی اَخَذَ فِیْ ظَهْرِہٖ فَعَرَفْتُ اَنِّیْ قَتَلْتُہٗ

فَجَعَلْتُ اُفَتِّحُ حَتّٰی اِنْتَهَیْتُ اِلٰی دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِیْ فَوَقَعْتُ فِیْ لَیْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِیْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَانْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ ۔

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کافر کو قتل کرنے کے لیے ایک جماعت روانہ کی۔ عبد اللہ ابن عتیک (جو اس جماعت میں شامل تھے) رات کے وقت اس کافر کے گھر میں داخل ہوئے وہ سویا ہوا تھا آپ نے اسے قتل کر ڈالا عبد اللہ ابن عتیک کہتے ہیں۔ میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر اس زور سے دبائی کہ پشت سے پار ہو گئی جب مجھے اس کے مرنے کا پورا یقین ہو گیا تو پھر میں اس کے گھر کا ایک ایک دروازہ کھولتے ہوئے باہر سیڑیوں تک پہنچ گیا۔ چاندنی رات تھی میں نے اس خیال میں کہ نیچے اتر گیا ہوں قدم اٹھایا تو گر گیا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی کو مضبوط باندھا۔ پھر آہستہ آہستہ چل کر اپنے ساتھیوں سے آملا ان کے ہمراہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو سارا قصہ سنایا تو حضور نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلا۔ میں نے اپنی ٹانگ پھیلائی آپ نے اپنا دستِ مبارک اس پر پھیرا تو ٹوٹی ہوئی ہڈی اس طرح ٹھیک ہو گئی گویا

پہلے کبھی اس کو کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔ (صحیح بخاری)

شہنشاہِ عرب و عجم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات سراپا پیکرِ اعجاز ہے بلکہ آپ کے جسمِ اطہر سے چھو جانے والی ہر چیز مظہرِ کمالاتِ خدا ہے اگر حضور کے جسدِ انور کے تمام کمالات و معجزات قلمبند کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو دفتروں کے دفتر ختم ہو جائیں قلم ٹوٹ جائیں مگر آپ کے شمائل و محامد کا ایک باب بھی کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا۔

حدیثِ بالا حضور کی شانِ مسیحائی اور نائبِ دستِ قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے یہ آپ کا وہی مقدس ہاتھ ہے جس کو اللہ نے اپنا ہاتھ کہا ہے۔ اسی مبارک ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو پارہ ہو گیا اور ڈوبا سورج پلٹ آیا یہ وہی دستِ شفا ہے جس کے محض چھو جانے سے ہی وہ بیماریاں دور ہو گئیں جن کے علاج سے دنیا کے طبیب عاجز ہیں۔

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر ؎
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن اور حضرت علی کی دکھتی آنکھ

حدیث ۳۷ عَنْ سَھْلِ ابْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ.

ترجمہ: حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا کل میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالے فتح دے گا وہ شخص اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں جب دوسرے دن کی صبح ہوتی تو لوگ صبح سویرے ہی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہر ایک یہ آرزو رکھتا تھا کہ حضور جھنڈا مجھے دیں آپ نے پوچھا علی ابن ابو طالب کہاں ہیں صحابہ

نے عرض کی. یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں. آپ نے فرمایا ان کو بلالاؤ چنانچہ حضرت علی کو بلایا گیا آپ نے ان کی دکھتی آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک لگایا تو اسی وقت ایسے درست ہو گئیں کہ گویا کبھی انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ تھی پھر حضور نے ان کو جھنڈا عطا کیا. حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ! میں ان کافروں سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے. آپ نے فرمایا اے علی! اپنے آدمی کے ساتھ میدان میں جا کر ان کو دعوت اسلام دینا اور اسلام کی طرف سے جو ان پر حقوق عائد ہوتے ہیں وہ ان کو بتانا خدا کی قسم اگر اللہ نے تیرے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دی تو یہ تیرے لیے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

یہ حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عرفان کی عظمت اور لعابِ دہن کی برکات پر مشتمل ہے. حضور کا لعابِ دہن یعنی تھوک مبارک لاتعداد معجزانہ کمالات کا حامل ہے آپ کا لعابِ دہن ہر دور کی دوا اور ہر مرض کا درماں ہے آپ کے اسی لعابِ دہن کی کرامت و برکت سے پھوٹی آنکھیں بینا ہو گئیں، گہرے زخم مندمل ہو گئے اور کھاری کنویں شیریں ہو گئے۔

فراقِ حبیب میں ستون مسجد رو پڑا

حدیث ۳۸ : عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ ۔

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تھے تو مسجد نبوی کے کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ پھر جب منبر بنایا گیا اور آپ اس پر بیٹھے تو کھجور کا وہ ستون جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے چیخ مار کر اس قدر زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ مارے غم کے پھٹ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف سے اتر کر اسے سینے سے لگا لیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھر کر رونے لگا جس کو ماں چُپ کرا رہی ہو یہاں تک کہ وہ ستون خاموش ہو گیا حضرت جابر کہتے ہیں یہ ستون پہلے آپ کا وعظ و نصیحت سنتا تھا اب جو نہ سنا تو وہ رو پڑا۔ (صحیح بخاری)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے بلکہ حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے اور صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا۔

جذب القلوب میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے تو وہ سسکیاں بھر بھر کر رونے لگا ستون کو روتا دیکھ کر حاضرین مسجد بھی رو پڑے حضور علیہ السلام منبر سے اتر آئے اور ستون کو سینے سے لگا کر فرمایا اگر تو چاہے تو میں تمہیں دوبارہ ہرا بھرا درخت بنا دوں اگر تو چاہے تو میں تجھے بہشت جاودان میں لگا دوں، تاکہ تو جنتی نہروں اور چشموں سے سیراب ہوتا رہے اور وہاں محبوبانِ خدا تیرا پھل کھائیں۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے صحابہ کرام کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس نے جنت میں رہنا پسند کیا ہے پھر آپ نے اس کو اسی جگہ دفن کروا دیا۔

کھجور کے خشک تنے کا عشقِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں انسانوں کی طرح رونا مردہ زندہ کرنے سے بڑھ کر تعجب انگیز اور باکمال ہے کیونکہ ایک مردہ جسم میں جو پہلے زندہ اور روح کا مسکن تھا اس میں دوبارہ روح کا لوٹ آنا اتنا حیران کن نہیں جتنا کہ عقل انسانی کے لیے ایک خشک لکڑی جو عالمِ جمادات سے تعلق رکھتی ہے، کا زندہ ہو کر اربابِ عقول کی طرح ہجرِ رسول میں رونا اور اپنی دلدوز چیخوں سے حاضرینِ مسجد کو بھی رلا دینا حیرت کا باعث ہے۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں

استن حنانہ در ہجرِ رسول
نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول

درخت کی اطاعت

حدیث ۳۹ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّکَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ ھٰذَا الْعِذْقَ مِنْ ھٰذِہِ النَّخْلَۃِ یَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَۃِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ ۔

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ سچے نبی ہیں. حضور نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کے اس خوشہ کو بلاؤں تو وہ میرے پاس آکر میری نبوّت اور رسالت کی گواہی دے گا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اس کو بلایا تو کھجور کا وہ خوشہ درخت سے نیچے اتر کر آپ کے قدموں میں آگرا. پھر آپ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ خوشہ واپس درخت پر اسی جگہ جا لگا. (ترمذی)

علماء محققین اور ائمہ مجتہدین نے کتاب وسُنّت کی روشنی میں یہ وضاحت کی ہے کہ حضور علیہ السلام صرف انسانوں کے ہی نبی اور رسول

نہیں بلکہ آپ حیوانات وجمادات ونباتات اور تمام موجوداتِ ارضی وسماوی کے رسول اور پیغمبر ہیں۔ اسی لیے کائنات کی ہر چیز آپ کے زیرِ فرمان ہے خود آپ کا ارشاد ہے کہ "سوائے (سرکش) جنوں اور انسانوں کے ہر چیز یہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں"۔

مندرجہ بالا حدیث سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی رفیع الشان کمال اور اعجاز کی آئینہ دار ہے اور آپ کے تمام معجزات وکمالات نبوّت اس کا واضح ثبوت ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ مکہ کے باہر گیا تو جو درخت اور پتھر بھی سامنے آیا وہ باآواز بلند عرض کرتا تھا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (ترمذی)

ایک دفعہ آپ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کا فرمایا تو وہ کہنے لگا آپ کے اس ارشاد کے سچا ہونے کی کون گواہی دے گا۔ حضور نے فرمایا وہ سامنے والا درخت۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا تو وہ زمین سے اپنی جڑیں نکال کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا، اور تین بار آپ کے رسولِ برحق ہونے پر بزبان فصیح شہادت دی پھر وہ آپ کے حکم سے واپس چلاگیا۔ الغرض حضور علیہ السلام کے معجزات وکمالات بے حساب ہیں سب کا کماحقہ بیان انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم حضور کا ایک عظیم اور زندہ وجاوید معجزہ ہے یہ صرف ایک ہی معجزہ نہیں بلکہ سات ہزار سات سو معجزات کا مجموعہ ہے اور احادیث

سے اہلِ علم نے تین ہزار معجزات نقل کیے ہیں۔

ے تیرے تو وصف ہیں عیب تناہی سے بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

صلّو علیہ وآلہ

حدیث ۴۰:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَّاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (نسائی)

تمام فرض عبادات و اعمال کے بعد افضل اور اللہ کے ہاں مقبول ترین عمل اس کے پیارے حبیب عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے یہ آپ کی ایک عظیم خصوصیت ہے جس سے صرف آپ ہی کی ذات گرامی صفات مخصوص ہے فی الحقیقت تمام اعمال میں صلوٰۃ علی النبی ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس طرح انوکھے اور

نرالے انداز میں دیا ہے کہ "اے خدائے یکتا کی واحدنیت اور اس کے حبیب مصطفےٰ کی رسالت پر ایمان لانے والو! میں اور میرے نوری فرشتے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔ لہٰذا تم بھی نبی عربی کے حضور صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہو۔

درود شریف ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا صلہ اللہ تعالےٰ اس طرح دیتا ہے کہ جو اس کے پیارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک بار درود بھیجتا ہے تو وہ خدائے بزرگ و برتر اپنی شان رب العالمینی کے شایان اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔

غور کیجیے کہاں وہ بلند ترین ذات واجب الوجود اور کہاں ہم کم ترین سیاہ کار مخلوق مگر جب ایک بار بصدق دل اس کے حبیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ صلوٰۃ وسلام پیش کیا تو وہ خدائے ذوالجلال ایک بار نہیں بلکہ دس بار نگاہِ کرم فرماتا ہے۔ درود وسلام رسُولِ مصطفےٰ پر پڑھا اور اس کا صلہ خدا نے دیا عالمِ قدس کے مقرب فرشتوں نے ستر بار دعائے رحمت ومغفرت سے یاد کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

سید کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی صفات پر صلوٰۃ وسلام کی اہمیت وافضلیت کا اندازہ درج ذیل چند معتبر ومستند روایات سے کیجئے۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں وہ مجھے میری امت کا درود وسلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو مسلمان بھی مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ میری روح کو عالم مشاہدہ سے اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے پھر میں اس کے سلام کا خود جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

علامہ ابن قیم جلاء الافہام میں بحوالہ ابن ماجہ وطبرانی حضرت ابودرداءؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر میں اس کی آواز سن لیتا ہوں وہ شخص چاہے کہیں ہو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ وفات کے بعد بھی درود سن لیں گے آپ نے فرمایا ہاں۔ وفات کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے زمین پر نبیوں کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! جو لوگ مدینہ منورہ

سے دور دراز ملکوں میں رہتے ہیں اور جو لوگ آپ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود و سلام کا کیا حال ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اہل محبت کا درود تو خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا بھی ہوں اور دوسروں کا درود مجھے فرشتوں کے ذریعے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(دلائل الخیرات)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً

قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھنے والے ہیں۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ مسرت و شادمانی کے آثار آپ کے رُخ انور پر نمایاں تھے آپ نے فرمایا ابھی حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آکر فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ کا ربّ کریم ارشاد فرماتا ہے۔ "اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ اس بات پر خوش نہیں کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا میں اس پر دس بار درود بھیجوں گا اور جو آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا میں اس پر دس بار سلام

بھیجوں گا" (رواہ النسائی والدارمی)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود پڑھتا ہوں، لہٰذا آپ ارشاد فرمائیں میں (دوسرے وظائف کے مقابلہ میں) کتنی مقدار میں آپ پر درود پڑھا کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو پڑھو"۔ میں نے عرض کیا چوتھائی حصّہ درود پڑھا کروں فرمایا! جتنا چاہو پڑھو اگر زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کیا آدھا وقت درود پڑھا کروں، ارشاد فرمایا جتنا دل چاہے پڑھو اگر اس سے بھی زیادہ پڑھو گے تو وہ بہتر ہی ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی حصّہ درود پڑھا کروں گا۔ ارشاد فرمایا جتنا وقت چاہو درود پڑھو اگر دو تہائی سے بھی زیادہ پڑھو گے تو یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر تو میں تمام وقت درود پڑھنے کے لیے مخصوص کر دوں گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو پھر یہ وظیفہ درود شریف تمہاری سب پریشانیوں سے نجات اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہوگا۔ (رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور بد دعا ارشاد فرمایا۔ ذلیل خوار ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے"!

ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جس کے پاس ماہِ رمضان آئے اور اس کے گناہوں کی بخشش سے قبل چلا بھی جائے ۔" ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنّت نہ حاصل کرے ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ اصل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے ۔" (رواہ الترمذی وامام احمد)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا "کیا تمہیں سب سے بڑے کنجوس آدمی کا پتہ نہ بتاؤں ، عرض کی ہاں ، یا رسول اللہ ! تو آپ نے فرمایا "جس آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ سب سے زیادہ بخیل انسان ہے" ۔ (کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو یہ چاہتا ہے کہ اس کو درود شریف کا پورا اور کامل ثواب عطا کیا جائے تو وہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اس طرح درود پڑھے ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ
اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی

اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(رواہ ابو داؤد)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا۔

"جس نے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ دعا یہ ہے:
اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

(رواہ احمد بحوالہ المشکوٰۃ)

حضرت نبیہہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت کعب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجلس میں حضور علیہ السلام کا ذکر چل پڑا۔ حضرت کعب نے کہا کہ روز ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور آپ کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پَر روضۂ رسول پر ملتے ہیں۔ آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو واپس چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوبارہ اتر آتے ہیں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہوگی تو حضور علیہ السلام ستر ہزار نوری فرشتوں کے جھرمٹ میں روضۂ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے۔

(مشکوٰۃ بحوالہ دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس دعا کے ساتھ نبی عربی کی ذات گرامی پر صلوٰۃ والسلام نہ پڑھا جائے وہ دعا زمین و

آسمان کے درمیان ہی رہتی ہے اور جب تک تم اپنے نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھو گے وہ دعا بارگاہِ الٰہی میں شرف قبولیت نہ پا سکے گی ۔ (ترمذی)

الغرض درود شریف رضائے خدا اور خوشنودی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اللہ تعالٰی کے دربار میں فرائض کے بعد ایک محبوب اور مقبول ترین عمل ہے ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج نبوت میں بعض علماء ربانیین کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو مرشد کامل اور رہبر حق نہ مل سکے تو ایسے شخص کو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات پر پابندئ آداب اور خلوص دل کے ساتھ بکثرت درود پڑھنا چاہیئے ۔ درود شریف کی برکت سے خود آپ کی ذات اس کی تربیت و دستگیری فرمائے گی ۔

اور وہ قرب خدا اور معیت مصطفٰے سے مشرف ہو کر منزل مقصود کو پا لے گا ۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

حضور اپنے خداداد کمال کے ذریعے شرف و عزت کی رفعتوں پر پہنچے ۔

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

آپ نے اپنے حسن و جمال کی تابانیوں سے کفر و شرک کے اندھیروں کو مٹا دیا ۔

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

آپ کی تمام عادات وخصائل نہایت ہی حسین وجمیل ہیں۔

صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

اے عاشقانِ جمالِ محمدی! اپنے آقا اور ان کی آلِ پاک پر درود پڑھتے رہو۔

حرفِ آخر

ربیع الاوّل کا بہار آفرین مہینہ تشریف لا چکا ہے اسی میں مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے آب و گل کو اپنی لافانی ضیا پاشیوں سے منور فرمایا۔ اسی ماہ مقدس میں گلزار عالم کی خزاں رسیدہ پژمردہ کلیاں رشک فردوس بنیں خیابان ہستی کو حیات نو ملی، اور گلشن انسانیت پھر سے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگا جب بھی یہ ماہ معظم آتا ہے اپنے ساتھ خلد بریں کی ہزاروں بہاریں لے کر آتا ہے اور عاشقانِ جمالِ مصطفوی کے چہروں پر شباب و مسرّت رقص کرنے لگتی ہے آج پھر یہی ماہ مکرم اپنی تابانیوں سے کائنات کو بقعۂ نور بنا رہا ہے فرزندان توحید محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں بارگاہِ رسالت میں عقیدت کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ فرش سے عرش تک ہر سو ذکر حبیب کا چرچا ہے۔ محافل میلاد برپا ہو رہی ہیں ہر مسلمان گنبد خضریٰ کے دولہا پر صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کر رہا ہے۔ مؤلف مولائے کل، ہبی مولائے کائنات کے حضور اپنا یہ حقیر سا نذرانہ پیش کرتا ہے۔

اسی مطلب سے چنتے پھرتے ہیں ہم پھول گلشن میں
صبا شاید گرا دے ان کو جا کر تیرے دامن میں

آخر میں بارگاہ احدیت میں بصد عجز و انکسار دعا ہے کہ

الٰہ العالمین! بوسیلۂ نبی رحمۃ اللعالمین مجھ ذرۂ بے مقدار کی اس حقیر تالیف کو شرفِ قبولیت سے نواز اور اسے میری بخشش کا ذریعہ بنا۔

اور

اے گنبدِ خضریٰ کے مکین آقا! یہ بندہ گنہگار آپ کے دربارِ مصطفوی میں آپ کے ہی سدا بہار گلشنِ رسالت کی چند شگفتہ کلیاں پیش کرتا ہے اپنے سیاہ کار غلام کی اس ناتمام سعی کو قبول فرمائیے اور حشر میں اپنے دامنِ شفاعت میں پناہ دیجیے اور اے شاہِ ہر دوسرا!

ہست شانِ رحمتت گیتی نواز
آرزو دارم کہ میرم در حجاز
از درت خیزد اگر اجزائے من
وائے امروزم خوشا فردائے من

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَائِخِیَّ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

ریاض احمد صمدانی

۳ ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ